

5/22/20
2/11

7	658	659	660	661	662	
2	683	684	685	686	687	68
7	708	709	710	711	712	7
2	733	734	735	736	737	7
7	758	759	760	761	762	7
2	783	784	785	786	787	7

انخاب قصائد قافی

یعنی

حکیم قافی کے کلام کا بہترین انتخاب
مرتبہ

آقا بیدار بخت خاں ایم لے ایم اوایل

پرنسپل دارالعلوم السنۃ شرقیہ لاہور

(بعد از ترمیم و تنسیخ اشاعت سابقہ)

ناشر

ملک نیر احمد پرنٹرز جگدپور
مورخان روڈ لاہور
۱۹۴۱ء

قآانی اور اس کی شاعری

”قآانی قصیدہ گوئی کی ابتدا خاقانی سے ہوئی اور انتہا قآانی سے۔“ شبلیؒ۔
لبن

خاقانی مشکل پسندی اور بلند خیالی کا ولدادہ تھا۔ اچھے قصیدے کی تمام خصوصیات خاقانی کے قصائد میں موجود ہیں۔ لیکن اس کی دقت آفرینی نے اس کو عام منہ نہ ہونے دیا۔ قآانی نے عام مروجہ روش سے دور ہٹ کر قصیدے کہے اور حق یہ ہے کہ قصیدہ گوئی کا حق ادا کر دیا۔

آپ کا نام حبیب اللہ خاں اور تخلص قآانی تھا۔ مرزا ابوالحسن شیرازی جو گلشن تخلص کرتے تھے آپ کے والد ماجد تھے۔ اکثر تذکرہ نویس رقم طراز ہیں کہ ابھی اس کی عمر سات برس کی تھی کہ باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ لیکن قآانی اپنی کتاب ”پریشان“ میں لکھتا ہے :-

”یازدہ سالہ بودم کہ پدرم گلشن را شمع کمال بنور جمالش روشن بود۔ خاے
در پارت و ہنور خارش در پاد بود کہ کارش از دست شد۔“

آپ نے خراسان کے سب سے بڑے مکتب میں تعلیم حاصل کی۔ یہ مشہد میں واقع تھا۔ یہیں اس کی شاعری کا چراغ روشن ہوا انہوں نے متعدد دہلیں قصیدے اور نقلیں لکھیں۔ رفتہ رفتہ اس کی شہرت اونچے طبقے میں پہنچ گئی۔ اور شہزادہ شجاع السلطنت حسین علی مرزا جوان دنوں حاکم خراسان تھے انہوں نے دربار میں بلا کر قصیدہ لکھنے کی فرمائش کی اور پھر اس جوہر قابل کی قدر پہچان کر عنایت رافت کرنے لگا۔ قآانی نے نہایت شاندار قصیدے اس شہزادہ کی تعریف میں لکھے۔

۱۱) واقعہ نگاری قصیدہ گوئی کی جان ہے اور قافیہ لے اس کو شاعری - خوب نبا پا ہے - تمام جزئیات بڑی شان سے ادا کر جاتا ہے ۵

بہار آمد کہ از گلبن سے بانگ ہزار آید بہر ساعت خروش مرغ زار از مزار آید
تو گوئی اغنوں بستند بہر شاخ و ہر برگے ز بس بانگ تذرو وصل و درآج و سار آید
خروش عندلیب و صوت سار و نالہ قمری گئے از گل، گئے از سرو بن گئے از چنار آید
موسم بہار میں نسیم کے چلنے کا سماں کیا خوب دکھایا ہے ۵

نرک نرک نسیم زیر گلاں سے وزد غنچہ اس سے مکہ عارض آں سے مزد
سنبل آں سے کشد گردن آں سے گزد گئے بچن سے چہر گئے بہ سمن سے وزد
گاہ بہ شاخ درخت گئے بہ لب جوئار

۱۲) صنائع بدائع - شاعر اگر محض صنائع بدائع لفظی و معنوی کے لئے شعر کہے تو وہ درجہ شاعری سے گر جاتا ہے لیکن اگر یہ غویاں خود بخود شعر میں پیدا ہو جائیں تو حسن شعر بڑھ جاتا ہے اور بے ساختگی پیدا ہو جاتی ہے - قافیہ میں یہ صحت بدرجہ اتم موجود ہے - مثلاً

سوال و جواب ۵

نقتم بیا کہ فضل بہار آمد لے نگار گفتہ برو کہ فضل بہاریں بہ از نگار
نقتم بہ سرو کے بکنارم قدم نہی گفت آں زماں کہ رانی از دیدہ جوئار

رجوع ۵

بہ سائل بحر و کاں بخشد غلط گفتم ہماں بخشد گرفتہ گوئہاں بخشد و بسیاری شود پیدا

تسبیح الصفات ۵

لمردوں تیرہ اے بامداداں برشد از دریا جواہر خیزد گوہر ریزد گوہر بیزد گوہر زرا

ترصیع ۵ کنوں کز سنبل و شمشاد باغ و بوستان دار

چمن ترین و من تمکین زمین آئیں زماں زیور

تقسیم ۵

اسی شہزادے کی وساطت سے آپ دربار فتح علی شاہ قاجاریں پہنچے۔ آپ نے وہاں ایک قصیدہ غزل لکھ کر پیش کیا۔ جس پر خلعت خاص اور مجتہد الشعراء کا خطاب ملا۔ اور دربار میں مصاحب بنائے گئے۔

فتح علی شاہ قاجار کا جانشین محمد شاہ غازی تھا۔ جب قآنی نے اس کی شان میں قصائد کہے تو اس نے "حصان الجم" کے خطاب سے نوازا اور معقول و ذلیفہ مقرر کر دیا۔ دوسرے بلند پایہ ایرانی شعرا کی طرح قآنی کے دل میں بھی ہندوستان کی سیاحت کا شوق پیدا ہوا لیکن دشت ارزن تک آکر واپس چلے گئے۔

ناصر الدین قاجار بادشاہ بنا تو قآنی کو ملک الشعراء بنا دیا گیا۔ جب بایوں نے بادشاہ کی ذات پر قاتلانہ حملہ کیا اور شہنشاہ بچ گیا تو اس نے ایک بہترین قصیدہ لکھ کر پیش کیا جس کے صلے میں زندگی بھر کے لئے وظیفہ مقرر ہوا۔

وقات - آپ نے ۱۲۸۵ھ مطابق ۱۸۵۴ء میں بمقام طهران وفات پائی۔

قآنی کی فحش گوئی - ایرانی شعرا اس حمام میں بھی تنگے ہیں۔ کیونکہ شاعری تمدن کے تابع ہوتی ہے اور جب تمدن

ہی فحاشی کو پسند کرے تو شعرا اس سے اپنا دامن کس طرح بچا سکتے ہیں۔ خاقانی ملا قنوجی، حکیم سوزنی، الوزری، عبید زاکانی تو تھے ہی اس قماش کے لوگ۔ مصیبت یہ ہے کہ نظامی بخومی، ملا جامی، سعدی اور مولانا روم جیسے بزرگوں کے دامن بھی اس سے آلودہ نظر آتے ہیں۔ پھر قآنی بیچارہ اس سے کس طرح مامون و معصون رہتا لیکن پھر بھی وہ اس سلسلے میں "مذرت پیش کرتے ہوئے کہہ جاتا ہے۔

گر بلفظ زشت افتد معنی زبیا بدست تنگ گوہر نیت گر جوید کسے انہ پارگیں

تصنیفات - (۱) پریشان جواب گلستان سعدی۔

(۲) دیوان قصائد و غزلیات۔

(۳) مجموعہ رباعیات و قطعات۔

(۴) دو شتوبیاں۔

انتخاب قصائد قافی

حاجی (از دربار)

در مدح نواب شاہزادہ فریدوں میرزا فرماںفرما

لے رفتہ پے صید غزالاں سوئے صحرا
 گریز زنی بزدل مازن نہ بر آہو
 نہ شہر کم از دشت و نہ ماکتر از آہو
 آہوئے بیاباں نبرد عہد بیاباں
 لے آہوئے انسی چہ کنی آہوئے وحشی
 مادر تو گریزیم و گریز تو آہو
 آہوئے بگیر این ہمہ گاہو بتو گیرند
 چشت چو آبوست بجو آہو چشتی
 نارخت برداندہ در سایہ آہو
 از بہر یک آہو کہ در آری بہ کندش
 یار تو ہمہ انسی و آہو ہمہ وحشت
 چوں خود بکند آر غزلگوئے عزالے
 از آہوئے سیمیں بتاں آہوئے زریں
 لے زلف تو تاریک تر از خاطر ناداں
 شہدیت مصفاست اما نہ بیاید
 لے لعل شکر خائے تو یک حقہ گوهر
 زال حقہ بود در دل من رشک پنهان
 باز آہوئے شہر پے صید دل ما
 وروام نہی در رہ ما نہ بصحرا
 صید دل ما کن اگر ت صید تنما
 ما یم کہ صیدیم و بقیدیم و شکیم
 وین طرفہ کہ صیدے چہ کنی صید تقاضا
 او صید تو غافل شدہ ما صید تو عمدا
 آہو چہ کنی لے ہمہ شیراں بتو شیدا
 مہ روئے و سخنگوی و من پوئے و من سا
 تا یال زند محنت در بنگہ غنقا
 منت نتواں برد ز بازوئے توانا
 باری بدہ انصاف تو مطبوع تری یا
 کمز مشک ز رہ سازد و از نافہ چلیپا
 تا خانہ چو مینو کنی ارشاد و سیت
 وے موئے تو باریک تر از فکر ت دانا
 بے جہد موفا بکف آل شہد مصفا
 وے طلعت زیبائے تو یک شقہ ویا
 زین شقہ بود در رخ من لشک پید

یوسف ابربرشتہ مہر شکر دے اعتصام یونس ابربردر گے قریب نہ جتے اقتراب
تا ابد ایس یک نئی آمد بروں از لطن حوت تا قیامت آل یکے بودے بزدان عذاب

آتش نمرود کے گشتے گلستاں بر خلیل گربہ انساب جلیل او نہ جتے اقتراب

لف و نشر

فروگیرفتہ گیتی را بیاع و راغ و کوہ و در خم ابرودم باد و توف برق و غو تندر
(۳) روانی میں کوئی شاعر قافی کا ہم پایہ نہیں ہوا۔ طویل قصیدے لکھنا چلا
جاتا ہے روانی اور جوش طبع میں کہیں فرق نہیں آتا اس انتخاب میں آپ کو تمام
قصائد اس خوبی سے بھر پور ملیں گے۔

(۴) تشبیہات و استعارات اگر دور از فہم اور بعید از قیاس نہوں تو شاعری
چمک اٹھتی ہے ورنہ الفاظ کا گورکھ و حسد ابن کمرہ جاتی ہے۔ قافی نے ناور تشبیہیں
اور لطیف استعارے پیدا کئے ہیں

زیرِ شمع ہا بہا بر آب ہا حباب ہا چو چوئے نقرہ آہا رواں در آبشار ہا
دوزلف تا بدار او سچشم اشکبار سن چو چشمہ کہ اندر وشنا کنند مار ہا
المختصر آپ کے کلام کے متعلق بجا طور پر کہا جاسکتا ہے کہ

ز فرق تا بقدم ہر کجا کہ مے نگر م
کرشمہ داہن دل مے کشد کہ جا اینجاست

آقا بیدار بخت ایم

مانگ شود زاویه از بعد مسافت
در زاویه تنگ کند خضم تو ماوا

در شکایت از مدوح گوید

گر تاج زر نهند ازین پس بسر مرا
او باز تیز پنجه و من صعوه ضعیف
او آفتاب روشن و من دُرّه حقیر
او گنج شایگان و منم آن گدا که هست
بی اثرها چگونه بود گنج لاجرم
عزت چو در قناعت و ذلت چو در طمع
من آن های اوج کمال که بدمام
یارب چه روی داده که باید به پیش خلق
هر روز روزیم چو در روزی آفرین
بگذشت صیت فضل و کمال به بحر و بر
نبود مرا بغیر لب تشنگ و خشم تر
قدر مرا قضا و قدر کرده اند پست
نخل امید من مثل شاخ بید بود
خود ریشه اش به تیشه تو یخ بر کنم
نظم چو نیشکر شکر انگیز هست و نیست
از نوک کلک سلک گهر آورم و لیک
شترم بود بطعم طبرزد و لے ز غم
از صد هزار غصه یک باز گویم
خواند مرا امیر امیراں بکاخ خویش

بر درگاه امیر نه بینی دگر مرا
روزی بهم فرو شکند بال و پر مرا
بانورش از وجود نیایی اثر مرا
بر گنج باز دیده حسرت نگر مرا
از بیم جان بگنج نیاید گذر مرا
باید قناعت از همه کس بیشتر مرا
سیمرغ وار قاف قناعت مقرر مرا
موسیچه دار این همه دم لایه مر مرا
باید غذا از بهر چه لخت جگر مرا
با آنکه هیچ بهره نه از بحر و بر مرا
مانا همی نصیب شد از تشنگ و تر مرا
تقریح کے مزد بقضا و قدر مرا
در نه چراندا به گیتی مشر مرا
اکنون که یخ فضل نه بچشود بر مرا
جز زهر غصه بهری از ایا نیشکر مرا
شبه شبه نماید سلک گهر مرا
اکنون بکام گشته طبرزد تیر مرا
خوانی مگر به سختی لختی حجر مرا
ناخوانده پاسباش راند زور مرا

گه بر که روان آسمان از اشک بدامن
 زان بر که مراهردم تشنه شب و کام
 گروصل تولے ترک نہ بجنتی ست مکرم
 چوں فتح روانی زچہ در لشکر خسرو
 شہزادہ آزادہ فریدیوں شہ عادل
 بوئے زیریاض کرمش روضہ رضوان
 ہر گہ بوفاروئے کند قتنہ کند پست
 لے دست تو بختہ تراز ابرہہ مجلس
 ہر دم سخن از قہر تو دوزخ بود آں دم
 ابنائے جہاں را بگہ عرض ضمیرت
 گر صاعقہ ہتہر تو بر کوہ بتابد
 در نخل ز تاشیر گفت بارور آید
 تیغت عجبا ییچ بگویم سچہ ماند
 جو ہرش ثریا بود و شکل مر فو
 در دست تو ماند بہ یکے زورق سیمیں
 در قبضہ تقدیر تو گوئی ملک الموت
 فی الجملہ بیک حملہ تر و خشک بسوزد
 شیاہا ز پے صید شدی تا تو بہاموں
 بے شخص تولے شخص تو آسایش گیتی
 یک سکہ بارست مرا روح بہ پیکر
 ہوشی اگر م بود جہاں برود بہ غارت
 بے روئے تو ام روئے و ہدراحت سیہات
 قآینت آں بہ کہ دعا گوید لے دوں

گہ سر کہ عیاں شتم ازین رشک بسیما
 زین سر کہ مراهردم افزوں شدہ سودا
 در روئے تولے دوست نہ فتی ست منہا
 چوں بخت روانی زچہ در موکب دارا
 کز مفرط جلالت دو جہاں ست بہ تنہا
 جوئی ز حیا ض لغش لچہ خضر ا
 ہر گہ ببطا دست برد فاقہ کشد پا
 وے تیغ تو ز خنجرہ تراز برق بہ ہیجا
 ہر جا صفت از خلق تو جنت بود آں جا
 زین روئے بدن ہر سویدا ست ہویدا
 پیکاں دمد اندر عوض خار ز خسار
 بس شوستہ ز رخیزدش از خوشہ حرما
 برقی است علی اللہ نہ مرگیت مخا جا
 ویک بہ نو نشنیدیم ثریا
 کز لطمہ امواج بروں جستہ ز دریا
 ایدوں ز پے مرگ دو گیتی ست ہتیا
 چوں قہر خداوند تبارک و تعالی
 دو عہرم از خون شدہ دو لالہ حمرا
 بے روئے تولے روئے تو آراش دنیا
 یک بیشہ خارست مرا موئے براعضا
 صبرے اگر م دید فلک برو بہ یغما
 بے یاد تو ام شاد شود خاطر حاشا
 تا وصف مکر رشود و مدح مشننا

مهر و کس بیایس مرا پای بست کرد
 نگه داشت مهرشال که کنم روی
 اول جناب معتمد الدوله کاستنش
 دوم خداگان اسدالله خان راد
 زین پیش چشم لطف و عطا یم از اندوخت
 هم نیست روی گفتم یاد و الیاستین
 بنفقا و شعر گفتم اندر مدح او
 آو خ که جنس فضل کسادست و نه بود
 شکر خدا و نعت پیمبر کنم از آنک
 من پادشاه ملک بیایم از آن بود
 ز آن دوسر نوشت هزاراں خطر مرا
 تا ماند جان به لجه اندوه در مرا
 در پیش تیغ حادثه آمد سپر مرا
 کز پاس مهر او نذر شیر نر مرا
 چون نیست قابلیت از آن بیشتر مرا
 کو بحر بیکراں نه شمار و شمر مرا
 یک آفرین نه گفت به نقاد مر مرا
 نقد سخن رواج تر از سیم و زر مرا
 کافز و آن نعمت و این بر خطر مرا
 ز الفاظ گونه گونه حشر و حشر مرا

وز صد هزار تیغ فروزون است در اثر

طوار شکوه های چنین بر کمر مرا

در مدح امیر کبیر میرزا تقی خان رحمه الله گوید

نسیم خلدی وزد مگر ز جوئبار ها
 فراز خاک و خشتها و مید و سبز کشتها
 بچنگ بسته چنگها بنای هشته و نگها
 ز نای خویش فاخته و دو صد اصول سخته
 ز خاک رسته لاله ها چو بسدین پیا لیا
 فگنده اند همه کشیده اند ز مزمه
 نسیم روضه ارم جبهه مغر و میدم
 بهار با بنفشها شقیقها شکوفها
 زهر کرانه مستها پیا لیا بدست ها
 که بوی مشک میدهم هوای مرغزار ها
 چه کشته با هشته تانده نه صد هزار ها
 چکا و ها کلنگ با تند و ها هزار ها
 ترانه ها نواخته چو زیر و بم تار ها
 برگ لاله را لاله ها چو در شفق ستار ها
 بشاخ سروین همه چه کبکها چه سار ها
 ز بس و مید و پیش هم بطرف جوئبار ها
 شامها حجتها اراکها عرار ها
 ز مغز می پرستها نشانده می خار ها

فراش آستانش افشانداستین
 منت خدای عزوجل را که داد دی
 زان صد هزار زخم که بر من زد آسمان
 مرهم نهاد زخم زبانش بیک سخن
 توله درشت گفت و لیلین درست گفت
 روئے زمین فراخ چه بود که دست تنگ
 راه عراق امن و طریق حجاز باز
 عودی لباس بی منری مایه جوع قوت
 گر چار پای راه سپر نیست گو مباش
 باشد اگر بهر قدم صد هزار دزد
 مانم چرا به پارس که نبود دران دیار
 یک قطعه پیش نیست سفر از سفر و لے
 زین بس به بحر و بر به تجارت سفر کنم
 دیدی دو سال پیشیم در ملک خاوران
 خورشید سال بمشرق و مغرب سفر کنم
 چون عقد دلم نه گشاید بملک پارس
 صد خانداں چون منت یک خانه می نهند
 از روز و شب گریزم اگر بهر روشنی
 جای روم که بر تو خورشید و مه دران
 صدر زمانه را بسر آمد چو روزگار
 نه پیش از و کمالم و نه پیش از و جمال
 گریه بند بیکرم از هم جدا کنند
 احسان او چو خول بجر و تم گرفته جای

هست آستین ازال رو بر چشم تر مرا
 فراش اوز بهشتی من خبر مرا
 الحق یکی نه گشت چنان کار گر مرا
 بر زخمها که بود بدل بیشتر مرا
 زان رو که کرد گفتش در دل اثر مرا
 پای سفر نه بسته کسی در حضر مرا
 وحدت رفیق راه و قضا را بهر مرا
 تسلیم هم عثمان و رضا هم سفر مرا
 پای دو داده است خدایه سپر مرا
 چیرنه ز من بجلیله نه دزد و دگر مرا
 فی آب و خاک فی شتر و گاؤ و خر مرا
 ایدول هزار قطعه حصار از سفر مرا
 سرمای فضل ایزد و کالا هنر مرا
 بینی دو سال دیگر در باختر مرا
 تا زان سفر فرود شده شود فال و فر مرا
 باید کشید رخت سوی کاشغر مرا
 آن خانه به فرود گر آید بسر مرا
 باید کشید منت شمس و قمر مرا
 بر فرق می نه تا بد شام و صحر مرا
 گو نیز روزگار در آید بسر مرا
 نه ایچو او قبیل و دخت و پسر مرا
 اندوه او نه رود اندول بدر مرا
 خونی که بیشتر شود از نیشتر مرا

کشته شریکها را با کن اسیرها
 بهر بلد بهر مکان بهر زمین بهر زمان
 خطیبها ادیبها اربابها لبیبها
 بعد از نشاطها کنند و انبساطها
 حجاب کف محیط دل کریم خوبسید ظل
 جلک شه ز آگهی بسی فزوده فرهی
 معین شده امین شده بسیار شده یمن شده
 قنای جان ناکساں شرار خرمین خصال
 بگاه خشنش آنچنان طید زمین و آسمان
 زهی ملک دین تو جهان در آستین تو
 بهفت خط و چار صد بهر دیار و هر بلد
 کبیرها و برها خیرها بصیرها
 دو سال هست کمتر که فکرت تو چون محک
 هم از کمال بخردی بفر و فضل ایندوی
 چنان از اقتدار تو گرفت مایه کار تو
 چه مایه خشم ملک و دین که کرد ساز زرم کین
 غلیل را نواختی خنجر را گداختی
 درستم شکسته ره نفاق بسته
 پیاپی تحت پادشاه فزودی آفت در سپه
 لشیره گرد ملک و دین سعی فکرت رزین
 صدارت کو بصف شکن که خیزش تف از دین
 سیاه مور در شکم کنند سرخ چهره هم
 شوند مورها در او تمام مار سرخ رو

خزانة فقیرها نظام بخش کارها
 کنند مدح او بجاں بطرز حق گذارها
 قریبها عزیزها صغارها کبارها
 بهمدور قناتها از شوق شیرخوارها
 محترمش در آب و گل مخارها وقارها
 که گشت ملکوتی ز تنگنازارها
 که فکر دورین شده گزیدش از کبارها
 حیات روح مونسها نشاط و تفکارها
 که پوش مردم جیاں رهول گیر و دارها
 رسیده از یمن تو بهر تنی یسارها
 فنزول ز صحر و حد و عزت است جیاں تبارها
 وزیرها امیرها مشیرها مشاورها
 ز نقد جیاں یک بیک بسنگ زد عیارها
 ز دست جمله بستدی عنان اختیارها
 که گشت روزگار تو امیر روزگارها
 که ساختی بهر زمین ز لاش شاں مزارها
 برای هر دو ساختی چه تختها چه دارها
 بآب عدل شسته ز چهر دین عیارها
 که صف کشد دو مایه ره پیادها سوارها
 ز تو بهای آهنین بس آهنین حصارها
 چو از گوی اهرمن شر و فشان بخارها
 چه چهره قاصد عدم چه مور خیل مارها
 که بر جندش از گلو چو مارها ز غارها

زیرینش سیاهها بر آبهها حبابها
 فراز سرو بوستان نشسته اند قریان
 فکند اند غلغله دوصد هزار یک دله
 درختهای بارور چو اشتران بار بر
 مهار کش شمال شال سحابها حال شال
 درین بهار بنشین که گشته خاک عنبرین
 رفیق جو شفیق خو عقیق لب شفیق رو
 بطره کرده تعبیه هزار طبله غالیه
 می دو هفت سال او سو او دیده خال او
 دو کوزه شهر بر لبش دو چهره ماه نخبش
 سهیل جن چهر او دو چشم من سپهر او
 چه گویت که دوش چون بنار و غمره شد بر او
 بخت بطلی ز سرخ می که گراز و چکد به نی
 دوند و دماغ و سر جهنده در دل و جگر
 مرا بشو گفت ای تراست هیچ میل نه
 خوش است کامشایی صنم خوریم می بیاد جم
 رستی صدر نامور مهین میر داد گر
 بجای ظالمی شقی نشسته عادلی لقی
 امیر شه امین شه یار شه یسین شه
 یگان صدر محترم مهین میر مختشم
 امیر مملکت گشا امین ملک پادشا
 توام اختشامها عماد احترام ها
 یکسل قصور ها مسدود ثغور ها

چو جوی نقره آبهها رواں در آبشارها
 چو مقریان لغز خواں بزم مدین منارها
 بشخ گل پی گل ز رنج انتظارها
 همی ز پشت یک دگر کشیده صف قطارها
 اصول شال عقال شال فرو عشاں مهارها
 زمن ربوده عقل و دین نگاری از نگارها
 رقیق دل دقین مویچه موز مشک تارها
 بمره بسته عاریه برنده ذوا الفقارها
 شگفته از جمال او بهشتها بهارها
 نهفته زلف چو شمش بتارها بتارها
 دمام مست مهر او نبیذها عطارها
 بجزره آمد اندرون بطرز میلیسارها
 همی ز بند بندوی برون جبهه شرارها
 چنانکه بر جبهه شرر بخشک ریشته خارها
 بگفتش بیاد کی به بخش ہی بیارها
 که گشته دولت عجم قومی چو کو بهسارها
 که زو گشوده باب و در حصن از محصارها
 که مومنان متقی گمنام افتخارها
 که مرز آفرین شه بهر ش سوده بارها
 اتابک شه عجم امین شهر یارها
 معین دین مصطفی اضمین رزق خوارها
 مدار انتظارها عیار اعتبارها
 مهر امورها منظم دیارها

نباشد این قدر آفریده نه مهر اختر ندارد این همه گوهر نه کال نه گنج ندیرا
 سپاس خامه خسرو بدست جامه خسرو شتاب ناله خسرو ز حد فکرت دانا
 ز دور گنبد گردون ز جور اختر و اثرول
 همراه فارغ و مامل و جود حضرت دارا

در مدح خاتم انبیا محمد بن عبد الله صلی الله علیه و آله

از سرش و حد تم بر گوش هوش آمد خطاب
 بعد ازین در کنج عزالت پای درواهن کشتم
 تا تو اتم نعمتهای نای و هدایت را شنید
 انقلونی یا قضاة الحق من ارض الخطا
 چند در دام طبیعت دانه بر چینم ز آن
 باوی خود نفس سرکش را گند نیم ای شگفت
 از کونانی مراب هر چه آمد کاین زمان
 از خدا و ز خویش شرمم باد آخر تا بکے
 آفتاب من چرا جان را بچشم چوین هلال
 من که برگردون زخم خراگاه را نشانی چهره
 اهر من تو ختم بریز و دعوی آن پریم شگفت
 مرغ خال را تا یکی جویس دارم در نفس
 چند در تعمیر دنیا گوشتم و تخریب دین
 مصطفی افروزان اناس فی الدنیا ضعیف
 در خانه زین پس در کار و بار خوشیستن
 نقطه پر کار هستی ، خطا پر کار وجود
 سرور عالم ابوالقاسم محمد آنکه پیر خ

یا فتی لا تطیع الا الله فی محمد الشهاب
 من کجاستی و میخانه و جامه ششراپ
 گوش نگذارم چیرا بر ناله چنگ در یاب
 و لتوئی یا براهة الدین الی دارالعتواب
 تا بجای بر میخیزد دنیا گرام چوین کلاب
 که چه حد که شد بدستم او اکان الخراب
 سر بیدانی برآرم در میان شیخ و شهاب
 روح را ز اطوار ناشایسته دارم در عذاب
 شایبازم من چرا بیخارده یا هم از فر باب
 برگردی حواس چو میخ خردم باشد طناب
 فافهم از پرستش مباد و از سر حساب
 چهره توفیق را تا پسند تو چشم در آفتاب
 تا بجای دارم روان تو یقین را در انظار
 جلالتی لدو الموت و ابوالخراب
 عزم دارم کار خود را بر جناب مستطاب
 قطب گردون کردم توفیق طغرای ثواب
 با وجود او بود چوین ذره پیش آفتاب

ندیدم از در اختیار دل آتشین تن بهشتین
 نه داد ماند و نه دین زد و یو پر شود ز بین
 بنظم ملک و دیس نگر ز بسکه ساخت زیب هنر
 الا گذشت آن زمن که بگسند در چنین
 مرا پرور آنچنان که ماند از تو جاودان
 بجای آب شعر من اگر برند در چین
 هماره تا بهر خزاں شود ز باد مهرگان
 تنی ز رنگ و بو بهاں چو پشت سوسار ها

خجسته باد حال تو هزار تن سال تو
 بهر دل از خیال تو شلخته نو بهار ها

لور وصف نامه پادشاه گیتی ستان محمد شاه عازی

شکسته نامه آذر گسسته نامه قسطا
 گسسته دفتر شاپور و خسته خاطر آذر
 بسیعی خامه با هر بصرق نامه ظاهر
 سدید حکم و طرح فصیح و روانی و لامع
 جمیل و دروغ و باطنی زینت و رائق
 شگرفت و بخش و دهانی سلیس لکش صاعی
 بهال سینه و اثر و زبسکه و کوش و موز و
 ز نظم گفت شمع الحق و نازه زیت و رونق
 چه نامه قطعه و چاهه بسیعی خامه و آینه
 سطور او به تابان چو دست موسی اهرام
 نهال گستر و نمک ز آل خزان حکمت
 آب چشمه حیوان بتاب کو کب تابان
 چه خامه خائنه خسرو چه نامه نامه دارا
 شکسته رونق از رنگ و بستم بازوئے مانا
 فشانده خسرو قاهر چه مایه کوئو و لا لا
 بلع و روشن و ران و شین و ظاهر و شینوا
 گزین لایح و باریق و جریل و سخته و غرا
 پسند و و نیره و دانی بلند و شارق و بینا
 مثال کمیت هر اول زبسکه روشن و عذرا
 گفت مگر و عتیق بشعر خسرو و بعینا
 لطیف دفتر و نامه نهفته فکر و والا
 نقوش او به خشان چو صدر صفه سینا
 زلال چشمه خیرت سواد دیده بیتا
 برنگ گوهر عمان بیوئے خمیر سارا

عقل پیش قابل ذاتش بود تسلیم محض
 اسی شهنشاهی که پیش ابر دست بهمت
 مانند برسمار ذاتت محکم الاطناب شد
 فی المنش برتری آتش اگر بدی مثال
 در به تبدیل زمین و آسمان فرماں دهی
 فی ترا مکن توان گفتن واجب لیک حق
 خضر و امار فشان گردیده در مدحت حبیب
 و آنکه از دیباچه فست کند بانی رسم
 بردعای دوستدارانت کنم ختم سخن
 تا ز تابان مشعل خورشید الوز بزم روز
 پیشه کی لاف توانائی زنده پیش عقاب
 عرصه دریای پنهان و نمای چوں سراپا
 کی شدی افروخته این خرگه ز زین قبا
 در زمان ماهیت آتش پذیرد انقباض
 این کند چوں آن درنگ آن کند چوں این شتاب
 بعد ذات خوشتن ذات ترا کرد انتحاب
 گشته خورشید از فروغ فکرش در احتجاب
 در قیامت بر رخس یزدان گشاید بهشت باب
 ز آنکه باشد حد و صاف تو بیرون از حساب
 هر سحر روشن شود چونانکه شب از ماهتاب

تا قیامت کو کب بخت هوا خوانان تو

با درویشان تر ز نور نیر و جرم شهاب

هنگام نهضت عباس شاه غازی طاب ثراه از
 خراسان ماندن محمد شاه نور الله مرقد فرماید

آنچه من بینم به بیداری نه بنید کس بخواب
 گاه گریم چوں صراحی گاه خندم چوں قهق
 بر بحال من یک بنگر چشم اعتبار
 گریم و در گریه من خنده ما بینی نهان
 زان همی گریم که جان از کام دل شد ناامید
 مویک عباس نشاهی شد بر بی از خاوران
 آن مهر بر جبهه شوکت را سپای شهریار
 ز آنکه در یک حال هم در راحتم هم در عذاب
 گاه بالم چوں صنوبر گاه نالم چوں رباب
 تا شوی آگه که صد از خند ندارد احتجاب
 خندم و بر خنده من اگر بیایانی حجاب
 زان همی خندم که دل بر کام جان شد کامیاب
 شد محمد شه بهمن فرزند او نائب مناب
 این سپهر قدرت را فزایان ماهتاب

الذی ردت الیه الشمس والنشق القمر
 والذی فی کفه الکفار لما ابصروا
 رهنائی هر دو عالم آنکه در یک چشم زد
 از ضمیر انور از وجود ابر دست او ست
 با شتر اتره او هر هفت دوزخ یک شتر
 گرو بود او ندای ذات واجب را ظهور
 تالیستی او هست آنچه هست از ممکنات
 نه سپهرش جهات و هفت دوزخ هشت خلد
 در همه عمر از وجود او خطائی سر نه زد
 با وجود آنکه صادر شد خطا از بوالعشر
 وز سلیمان حشمت الله که خطای نادمی
 روز و شب از هفت غیب این ندا گردید بند
 هر زمان از ساکنان عرش آید این مروش
 معنی خوف و رجاء تفسیر بغض و مهر او ست
 توبه آدم نیفتادی قبول کردگار
 آتش مرود کی گشتی گستاخ بر خلیل
 موسی از تیره ضلالت نادمی هرگز برون
 نوح اگر بر بودی جودش نجستی التجا
 تا نشستی ایوب از سر حیمه لطفش بدن
 تا مسیح از خاک رایش مسح پیشانی نه کرد
 یوسف از بر رشته مهرش نه کردی اعتصام
 تا آید این یک نخی آمد برون از لطن حوت
 آسمان هر جا که در ماند بدو جوید پناه
 کان امیاً و لکن عنده ام الکتاب
 کلم الحصاب قالوا انه شیء عجاب
 برگزشت از چار صد و هفت خط و شش حجاب
 نوز جرم آفتاب و مایه دست سحاب
 با سحاب دست او هر هفت دریا یک حباب
 تا ابد هر پنج تقدیر بودی در حجاب
 غیر ذات حق که زدستی وی شد بهره یاب
 با سه مولود و دو عالم چار مام و هفت باب
 ز آنکه بود افعال نیکویش سر امر و جی ناب
 گر نه می یاور نداری از نبی بر خوال قباب
 چیست اقینا علی کر سیه شم انا باب
 انه من مال عن شرعه فقد نال العقاب
 من تطرق فی طریقة قاصاب ما اصاب
 کالکی را محصیت نامند پس یک اثواب
 تا بغض خدش صد ده گشتی فیضیاب
 گر با نساب خلیل او نجستی انتساب
 تا ز طور رافتش بسبک نشیدی جواب
 همچو کفاح نادمی هرگز بیرون از بحر آب
 کی با دل حال کردی نمی آچنان حالت ایاب
 کی شدی بر آسمان همچو دعای مستجاب
 یونس از بردر که قبرش نجستی اقتراب
 تا قیامت آل یک بودی بر زندان عذاب
 آری آری آستان او بود حسن المآب

هر تنه کوه خلافت پائے بر جا چوں ستون
همچو میخ خرگهش اندر گلو بادا طناب

در مدح حسین خان صاحب اختیار

بهار آید که از گلبن همی بانگ هزار آید
تو گوئی از غنوں بستند بر هر شاخ و هر برگ
بچو شد مرغ جاب چون لای گل از بوستان خیزد
خروش عنز لب صوت سار و ناله قمری
تو گوئی ساحت بستان بهشت عدن را ماند
یکی بر کف نهد لاله که ترکیب قدح دارد
یکی ببیند چین را بی تاقل محربا گوید
یکی بر لاله پاکو بد که همی رنگ می دارد
یکی بر سبزه می غلطد یکی در لاله می رقصد
زهر سوئی نوای از غنوں و چنگ و نی خیزد
یکی اینجا نواز دنی یکی آنجا گسار دمی
بهر جاشنی و جوشی بهر گامی قدح نوشی
مگر در سنبلستان ماه من شود لبیده گیسو را
الایا ساقیامی ده بجان من پیانی ده
سببه شد از ریای روزم بده آب ریای سوزم
نسیانی کنار سبزه چوں لذت دهد باده
دلم برده است شوخی شایهی شنگی که همچو او
چو باد آں زلف تارکش بر سنارش بشویراند
دمی که زهم گشاید حلقهای زلف پر چینش

بهر ساعت خروش مرغ زار از مرغزار آید
ز لبس بانگت نذر و وصل و دراج و سار آید
بهر دمرغ دل چوں بانگ مرغ از شاخسار آید
گهی از گل گهی از سروین گه از چنار آید
ز لبس غلمان و حور آنجا قطار اندر قطار آید
یکی بر گل کند تحسین که ز بوی نگار آید
یکی بوی سمن را مات صنع کردگار آید
یکی از گل بوجد آید که رخ بوی یار آید
یکی گاهی رود از پیش یکی که هوشیار آید
زهر کوئی صدای بر لب و طنبور و تار آید
صدای های هوای و بی زهر سوئی هزار آید
نماند غالباً هوشی چو فصل نو بهار آید
که از سنبل مغزم بوی جان بی اختیار آید
و مادام همی خوردی ده که میترسم خمار آید
بجانت که دو صد تر من ریایک جو بکار آید
خصوص آن دم که از گلزار باد مشکبار آید
نمایم از ختن خیزد نه ترکی از حصار آید
چنی تاراج چین گونی سپاه زنگبار آید
مغزم کار و ال در کار و ال شکست تار آید

ممر از طلعت این آه در دل خسترمی
 آن پدر از سهم تیرش تیرد کیشاں به کش
 آن پدر چمنید تخت و این سپر خورشید بخت
 آن پدر باموگش فتح سعادت همعناں
 آن و لیعهد شهنشده این و لیعهد پدر
 چون پدر اینک گیتی ملک بخش و ملک گیر
 زرفشانده مرستاند بر نماید بر خود
 در که کوشش شهرت از زره پوشد شهر
 قدر او کو هست کورا که کشا نشنی کمر
 سیرنگش میرگردون را می ماند کز آن
 جود او بارنده ابر و خشم او درنده میر
 گرنیم خلق او در کام ضیغم بگذرد
 طفل را با سطوت او رنج ایام مشیب
 آسمان فتح را غل سمند او بلال
 لطف او از داوی بطحا برویاند سمن
 لب به بند از سخن سبحاں چو او گوید سخن
 سبغه و ازونه را بر کعبه بر بند کسی
 روزی چو اگر میسر نوسن گردان شود
 خنجرت چون نوع و سواں در شنبتاں خلق را
 گر همه البرز که از آتش شمشیر تو
 خسرو طبع کریمت کوه را ماند از انک
 با سحاب رحمت جیوں شود صحرائے خشک
 تا بیاساید زمین مانند حرمت از درنگ
 ممر از هجرت آن شاه درجاں پیچ و تاب
 این سپر از بیم تیغ شهاں در قراب
 آن پدر کاموس تا باین سپر کاؤں آب
 این سپر باموگش فرو جلالت همرباب
 آن چو گل زاد از گستاں وین زگل سچوں گلاب
 چون پدر اینک گیهاں رنج بین و گنج یاب
 رنج بیند بشیر تا گنج یابد بے حساب
 در که بخشش سحابست از سخن گوید سحاب
 جود او بحریت کورا آسمانستی حساب
 روز کی در عرصیتی در افتد انقلاب
 خنک او غراں شهر و تیر او پراں عتاب
 نشنوی از کام ضیغم جز شمیم مشک ناب
 پیر را با رفت او عیش هنگام شباب
 نوع و سواں ملک را گرد سپاه او قباب
 تهر او از چشمه کوثر بر انگیزد تراب
 کاچه او گوید خطا هست آنچه او گوید صواب
 کش نباشد آگهی از رتبه ام الکتاب
 گردور گردون گمرا تر از دعای مستجاب
 نفس ناخن کند از خون بدخواهاں خضاب
 پیکرش گوگرد ساں فانی شود از التهاب
 هر سوالی را دهد از لطف بهینت جواب
 با شتر از خبرت هاموں شود دریائے آب
 تا نیار آمد فک مانند عرومت از شتاب

حدیث خلق اواز خامه چون در نامه بنویسم
 ز بیم رخ او در دیدگان خشم اوزیں پس
 طبعی گفت هر کس خون خور دلاغر شود اکنون
 بر روز رزم او در گوش اهل مشرق و مغرب
 ز شوق آنکه بر مردم کف رادش به بخشاید
 بر روز واقعه ز لباس تنفش بسکه خون جوشد
 محاسب گفت روزی بشمرم جوش ولی ترسم
 که کس با کف ز بخش چون بر رخش بنشیند
 حصاری نیست ملک آفرینش را مگر حزمش
 فلک قدر ملک صدر اربهار آید بهر سالی
 بعیدت تنبیت گویند رومن گویم تو خود عیدی
 مرا نوز و زبرد روزی که دیدم چهر فیروزت
 الا تا نسبت صدر اگر به یار صد سنجی
 حساب دولت افزون ز آل کاندز حساب افتد

توپناری دیانت بحر عمان است قافانی

که از وی رشته اند رشته در شاهوار آید

در مدح امیر کامگار حسین خان نظام الدوله فرماید

راستی را کس نمیداند که در فضل بهار
 عظمای حیران شود که ز خاک تار یک نژد
 نژد نقش آب و خاکست این همه ریخاژ گل
 لیست آل صورتگر یا هر که بی تقیید بنسیر
 چون پرسی کس تمایل از کجا آمد پدید
 از کجا گردید پدید این همه نقش و نگار
 چو بر آید این همه گلها می نغز کامگار
 از چه بر نماید گیاهی ز آب و خاک شوره زار
 این همه صورت بردی علت و آلت بکار
 چو بخونی کس تصاویر از کجا شد آشکار

بجان او که هر گه کاکل و گیسوی او بنیم
 نگاهم چون می غلطد ز روی او بموی او
 چه رنساند این منیدام که چون بنیم رخ و لبش
 ترش اهورا ماند کز و کزدم همی خیسزد
 لب قانی از وصف لبش بنگاله را ماند
 الا یا سرو سیمینا به آن باده مینا
 مرا گوئی که تخمین کن چو سرتاپای من مینی
 بخوشد مغز من هر گه که گوئی فخر خوبانم
 گلت خوانم مهت دامنم بهجت و صف نتوانم
 تو چون در خانه آئی خانه رشک بوستان گردد
 غریبی که تو بر گرد لبشبر خویش مینالد
 بیاد هست من ز می دومه زین پیش می گفتم
 حسین خال میر ملک جم که چو در بزم بنشیند
 بگاه کینه گرتنها نشیند از بر تو سن
 بگاه چشم مرا گاههای او در چشم بدخواهاں
 ز بیم عدل او خپد چنان کش نیست بیداری
 چو یاد از باد قهر او کنم گاه سخن سازی
 چو وصف تیغ دشمن سوز او را بر زبان رانم
 خیال جنبش گیر آن او چو در ضمیر آرم
 چو از دست زرافشانش نگار و خار ام وصفی
 ز طبع و دست او هر گه سخن رانم تو پنداری
 چو طبع روشنش را در اصناف منقبت گویم

جهان گوئی بچشم من پر از افغی و مار آید
 بچشم عالم هستی پر از دود و شرار آید
 بچشم هر دو گیتی گاه روشن گاه تار آید
 دمی کال زلف چو پیش بروی آید آید
 کز و هر دم نبات و قند و شکوه بار آید
 که گوئی از که سینا تجلی آشکار آید
 تو سرتاپای تحسینی ترا تحسین چکار آید
 تو خلاق نگیانی ترا زین فخر عار آید
 که حیرانم منیدام چه و صفت سازگار آید
 اگر فضل خزاں در بوستان آئی بهار آید
 که پندار و بجزت از بر خویش و نگار آید
 بود نور و زین روزی که صاحب اختیار آید
 نصیب اهل گیتی از بین و از یسار آید
 بدانیش چنان اند که یک عالم سوار آید
 چو تیر تهمتن در دیده اسفند یار آید
 بچشم فتنه پنداری خواص کوکنار آید
 دوات و دفتر و کلکم به سوتار و مار آید
 چو دوزخ از دامن ملکی سوزان شرار آید
 فضای عالم اندر نظر کمیسر غبار آید
 درق اندر ورق دیوان شعرم زنگار آید
 که ابرو بخرم اندر بر یکین و بر یسار آید
 بچشم تاب خورشید و رخشان مستعار آید

گفتم ای خادم مگر نوز و سلطانی رسید
 سبز شد پیروزه پوش لاله شد مرجان فروش
 کارگاه شستری شد از شقائق بوستان
 خیز و سوی بوستان بگذر که گوئی حور عین
 زیر هر شاخی ظریفی با ظریفی باده نوش
 یک طرف غوغای عود و بر لب و مزار و چنگ
 صوفی این جا در سماع و طرب آنجا در سرود
 چشمه ها در چشم ساقی کاها بر جام می
 شکل ز گیسو بلورین ساغری پر زرد می
 که بیای سروین از وجود میر قصد تدر و
 مرزها از ابر آذاری پر از در عدن
 خادمک هر چند با من در عبارت تند شد
 گفتم ای خادم بمل آن خامه و دفتر به پیش
 گفت تا کی میخوری ترسیم گرت ز اینده رود
 باده خواران و گرا قسمتی بهم لازم است
 گفتم ای خادم تو میدانی زبان در کام من
 می بده کامروز در گیتی منم خلاق نظم
 مست چوں گروم معانی در دلم حاضر شوند
 خادمک در خشم رفت زیر لب آهسته گفت
 رفت عذاب بر منجانه وز سر جوش خم
 زان می کز وی اگر یک جرعه پاشی بر زمین

گفت نج نج رای ناقص بین عقل مستعار
 سرخ مل آمد جوش و سرخ گل آمد بیار
 پر ز ماه و شستری شد از شکوفه شاخسار
 عنبرین گیسو پریشان است اندر مغزار
 پای هر سوی حریفی با حریفی می گسار
 یک طرف آوای کبک و صاصل و دراج و سار
 عاشق اینجا شادمان و دلبر آنجا شاد خوار
 گوش با بر لحن مطرب رو بیا در روی یار
 یا فروزان بوی از سیم پر ز عیار
 که بشاخ سرخ گل از شوق میخند و هزار
 مغزها از باد فرو درین پر از مشک ستار
 حق چو با او بود الحق گشتم از وی مر سار
 تا دماغی ترکم زاول بده جام عفار
 جای جام می بیارم باز گوئی می بیار
 فی نصیب تست تنها هر چه می در روزگار
 هست و بر بندگی نائب مناب ذوالفقار
 و از مودستی مراد عین مستی چند بار
 وز دلم غاب شوند آنکه که گروم هوشیار
 باش کامشب می خورد و فرود اندر پیش بدار
 زان شراب آور و کز عکسش زمین شد لاله زار
 از مستی کند بهفت آسمان را سنگسار

الغرض جامی دو چوں خوردم قلم برداشتم

گفتم اندر یک دو ساعت این قصیده آید

خیری از مهر که شد زینیاں بگشش نرد روی
 از چه بی زنگار سبز است از ریاحین بوستان
 باد بی عنبر چرا شد این چنین عنبر فشان
 بر کف این تسلیح یا قوت از چه گیر دار عوان
 برقی از شوق که میخندد بدینیاں قاف قاف
 چوں بوسال بلبل از ذوق که دارد ز مزمزه
 ابر عواقی نداند از کجا آرد گهر
 تا که گوید باد را بی مقصدی چندین بوی
 چه سوری از چه شد بی غازه زینیاں سرخ رنگ
 راستی چوں خواهی باید غار فی یزدان پرست
 بدر ایوان صدر ایوان حاجی آقاسی که هست
 قفسه کوتاه دوش چوں خورشید گردون رخ نهفت
 در دلول می فروشنش هر چه در صهباسرود
 جادوی در زلف مفتونش گره اندر گره
 از عوان عارنش احسن طلعت رنگ و بوی
 از دوشیم کافرش یک دودمان دل درومند
 توده زلف سیاه پیرامن رخسار او
 چاه یوسف تعبیت کرده است گشتی در دوقن
 فی غلط کرم خطا گفتم که نشنیدم بعمر
 رشته اندر رشته زلفش همچو تار عنکبوت
 طره اش چوں چنجه باز شکاری صید گیر
 الغرض بایکدگر گفتم چوں لختی سخن
 صحبت معشوق و می تا چند مانا غافل

لاله از عشق که شد زینیاں به بستیاں داغدار
 از چه بی شکر فسرخ است از شقائق کوسار
 ابر بی گوهر چرا گشت این چنین گوهر نثار
 بر سر این تاج زمره از چه دارد کوکنار
 ابراز هجر که میگردد بدینیاں زار زار
 چوں عوساں گلبن از بهر که بند و گوشوار
 بادرقاصی نداند از چه رقص در بهار
 تا که گوید ابر را بی موجی چندین بیار
 زلف سبیل از چه شد بی شانه زینیاں نادر
 تا شناسد قدر صانع و قدرت پروردگار
 هم مرید خاص یزدان هم مراد شهریار
 ماه من از دور در آمد بارخ خورشید وار
 در دوشیم باده نوشش هر چه هستی در خار
 ساحری در شیم مکوش قطار اندر قطار
 پرنیاں بیکرش رالطف و خوبی پود و تار
 از دوشلف ساحر یک خانان جان بقیاده
 بر جی از مشک است گشتی از سر سیمین حصار
 ماه گردون عاریت بسته است گشتی بر عذار
 بیچ چای و از گون و بیچ ماهی بی مدار
 حلقه اندر حلقه جعدش همچو پشت سوسمار
 مژه اش چوں چنگ شیر مرغاری جان شکار
 خادم اند گشت اسی قاتانی از حق شرم دار
 زبیکه فردا شب شب تحویل هست وقت بار

بنی زان خوریدی شود و چون نیلی شود
 نادان زان اگر نوشد از تنگ ظرفی جوشد
 حالی ز جابر خاستم خاطر ز غم پیراستم
 آلوده کردم به روی نار و رباب چنگ و نی
 گفتم بدو ای رشک بیگانی از سرینه
 هم بذر نشویم بگویم دل بخوریم گل بو
 خواهد گذشتن چو جهان نرسد غم پیر جهان
 شادی خوش است خرمی کن نقش بیتی و کی
 اینست نقد حال ما که از دست فترخ فال ما
 امشب ز دیدارت خوشم فرواز غم در آتشتم
 نام سفر چو برون شد آن شوخ چشم آزرده شد
 ز الماس مجاسی شد از جزع مر جان ای شد
 بی گریه کرد و بی جزع بی ناله کرد و بی فزع
 خیری نمود از اغوا چیر نمود از خیز را
 پرتاب کرد از سر که آزرده پلال آزرده
 بی ریخت بر گل گوهر ای بخت برمه عنبر
 جوشیدش از تنور دل آبی که طوفان زو خجل
 گفتم چرا گشتی چنین گفتا برو خامش نشین
 می بنیت چو بوالهوش شتاق چیزی هر نفس
 که پیشتر را اخترع که شیوه را متبع
 نه عارفی نه متقی نه باده خواری نه تقی
 این آرزو باری بهل کن من نخواهی شد بکل
 حالی سفر کردن چو ارج سفر برون چرا

و ز آن ابایی شود نخلت ده طاووس نر
 تنار و ز حشر ارکوشد در گل فرو ماند چو خر
 بزم نشاط آراستم ترتیب دادم ما حضر
 نقل و کباب و جام و می اسباب عشرت ملسر
 بنشین بخورستان بده شادی بیاد غم ببر
 هم سائیم کشیم سببیم نگین خور هم شکو
 کن نقش میدادنها باقی نمی ماند اثر
 جز عیش جان آدمی نخل بقا ندید مشر
 قسمت ز ماه سال ما جز آن نشدای دلشکر
 زیرا که فرو میکشیم رخت عزیمت بر سفر
 و ز غم چنان منورده شد که اندر زان شاخ شجر
 از دست رفت از پای شدی زو بروی زو لیسر
 بی گفت اسکت یا بلع عذبت طرئی بالسر
 افشاند بر گل ضمیر آن آرزو یا قوت از گهر
 صد خجسته و هر نگه صد ناخجسته در هر نظر
 بی برین از عیبر ابارید مروارید تر
 چو نوح هر دم مقبل گویان کردی لا تذکر
 چندم ز خود سازی عین چندم ز بد گوئی بتر
 چو غافلان پیش پس آشفته حال آسیده
 فاش الا که سوء خلک اندر کل الحذر
 نه پاکدامن نه شفیق نه پیش بین نه پس نگر
 دائم نخل گردی نخل گر رخت بندی از حضر
 جان و دل آرزون چو از بهر شتی سیم وز

درستایش نواب فریدون مرزا گوید

دوشینه کاین نیل صدف گشت از کواکب پرور
 جستم ز جبارم و دال امیمه سر دلدل کنال
 پرسیدم آخر کیستی ز دوی گدائی چستی
 زین پاسخ آمد در غنیمت ز دوا کای بی ادب
 بگشای درنا و انیم جان در قدم افشا نیم
 از آن صدای آشنا در موج غم گروم شنیدم
 ناگه بخود لرزیدم و انگه بسر لغزیدم
 آسیمه سار و سمرنگول و از برون من از درون
 القصه با صد تیغ و تالاب زجای بستم باشتاب
 در باز کردم بر رخ دیدم جهان فرخ
 غنچه فروز نازش فره جوش همه تیغ و گره
 روشن رخ و تاریک مو شیرین زبان و تلخ گو
 گیسو زره قامت سنال شرکانه خند بر و کمال
 باری چو آمد در مرا دیدم آینه پیرماں مرا
 من با هم و در تیره شب ز من رسیدی بی سبب
 گفتم خطا کردم خطا ایدول عطا باید عطا
 گفتا بهل ایس های و هو عذر گناه چندیس مجو
 زان باده کز وی خارشنگ آرد و صدمین شیب
 بولش بنیر ماندا رنگش بگو صبر اماندا
 هم عقل را پیوندا ز هم جان دل تر سندا زو
 از لبیکه صافست و دال هم ظاهرست و هم نهال

در زدی گفتم که گفتا منم بکشای در
 تا جویم از نامش نشان گیرم از جالش خبر
 بیو جی را نبستی همچون غریبان در بدر
 رهن نیم کاین نیم شب آرم بهر کوی گذار
 بر چشم و سر بنشانیم سازی حکایت مخضر
 از آن خطا و زباید ما کز آن خطا دیدم خط
 او غرق خوی من غرق خون و منتظر من محقر
 از جملتم جان در غیب از حسرتم خون در جگر
 وز شرم شیرین پائش افکاده در بوک و گر
 گیسو افتاده چون زده از طرف دوشش تا کمر
 دشمن نهاد و دوست رو نیکو جمال و بد سیر
 دل آسین تن پرنیال خطا جوشن و صوت سپر
 گفتا که بی موجب تر از وصل من جستی حذر
 در تیره شب ماه ای عجب نیکو تر آید در نظر
 ای رویت از دم خنای مویت آشوب تر
 بر نیز و شکای کن سبوزان بادا پر شور و شر
 از رنگ بود چو لعل و مشک از زین فر چو لعل
 بیجا ده تر ماندا الووی خشت مستقر
 هم ازین درین دارم زو معاصی معتقر
 همچون مفنایین بیان همچون معانی در صور

گوید ز بس خوف قضا ص این المضر این المناص
 شایا مرا یک ملتس باقیست بشنو یک نفس
 سالیست افزون تمام از اقران نمودی بر ترا
 بس ز رویم خواسته بخشیدیم نا خواسته
 نه اسپارم نه روی و نسیم وزر جسیم شتی
 هم ز رخوایم جعفری هم جامه خواهم عبقری
 هم خواهم از گیتی خداکش جان یک گیتی فدا
 هم خواهم اندر بارگه بارم دوی بیگاه و گاه
 از تو سخی و ز من شتا از تو عطا و ز من دعا
 تالاله روید از دین تا تاله بارود در چین
 یارت فزون خمت قلیل این یک عزیز آن یک فیل
 قاتی این اشعار تو و بس پر مهر گفتار تو
 رونق دهد بازار تو در نزد شاه دادگر

در ستایش شهنشاه اسلام پناه ناصرالدین شاه قاجاری

رحمه الله گوید

فرو بگره گیتی را بباغ و باغ و گوه و در
 شمع از نسیرین هوا از مزین از گل و گل از سبزه
 زابر و افغان و لاله و شاه اسپرم بینی
 عقیق و گهر با و بسید و پیروزه را ماند
 ز صبح ایزدی چوند و مات و هاکم و جیران
 کنون که سنبل و شاد و باغ و بوستان لرد
 نم ابرودم باد و وقف بر حق و غوث تندر
 حواس بال و شاوین چشم و دیند تاج و طوطی پر
 هوا اسود زین بعضی دین احمد چین اخضر
 شقیق و سنبلید و بوستان افروز و سیسبر
 اگر لوشا اگر از رنگ اگر مانی اگر آزر
 چین تر زین دین تکلیف زین آیین زنان زیور

چند از پی خیل و رزمه این بایه و یس و دمه
 گیرم سفر گامت دهد خورشید سانسامت دهد
 چنداں نیز ز دایس عناکه حضرت قی گودی جدا
 شاه آفریدون کرد سبک بر رفته صیتش تا فلک
 فرخنده شاه راستین کش کاں بود در آستین
 مغلوبش چار خدکوب قمرش دیو و دو
 بر عالم و آدم گیا کا خوش مطاب از کیا
 عین زمین عون زماں شاه جهان ماه جهان
 کان بهی بحر بهایم باد بهی هم با نئی
 مذبح از بتیش سبک مجروح از رخش فلک
 خشمش چو دوزخ جائز از قمرش چو جنت جانفزا
 عالم ز عدل او حرم رایج بهد او کرم
 ای چو شمع مهر و متعیت گشوده خشک و تر
 خلعت صبا تیغ با از این و با و از آن صبا
 بر سر بلیدی قمران بر سر بلادی قمران
 روزی که از تیغ گواں از خاک رویدار غواں
 از گرد و خون خاک زمین ماند بجایم اهل چین
 از لبس شان تیغ و شل بار و به تنها متصل
 گوئی خدای آسمان می نافرید اندر جهان
 وز بسکه جان اهل کین خاک ره گرد و عجب
 چو ز کین آئی بروی چاری کنی چو خون
 رحمت بداند تا فلک تیغ بر و تا سبک
 گوید عدد و بیت مبهم از خوف جان در هر قدم

دنیا نماند این هم گیتی نیز ز دایس قدر
 یک صبح تا شامت و دوازده خاوراں تا با ختر
 کورا نظیر نجشده خدا بر خسروان داد گزرا
 با خلق و کردار ملک با خلق و دیدار بشیر
 با قدر او گردون زمین با جود او دریا شمر
 هم حکمران بر نیک و بد هم قمران بر خیر و شر
 جنت ز خلقش یک گیا و دوزخ ز قمرش یک شر
 غیث کرم غوث امان فصل ادب اصل مهر
 خورشید بار ایش سها یا قوت با جودش در
 مروج با خلقش ملک مروج با خلقش شکر
 هم تابع حکمش قضا هم پیر و امرش قدر
 یابی ز خلق او ارم تابی ز تیغ او سقر
 دی چو فرغ و هیچک معینند گزیده خجرو بر
 خاک بداندیشاں به پا نول تمام کیشاں بدر
 بر سر اینی مهربان در هر ز مینی مشتهر
 وز نوک ناوک خول و ال گرد و پوشش نشیر
 کز اطلس استنش آستین و ز قند ز استنش آستر
 وز لبس خدنگ جال گسل گرد و بد لهما کارگر
 جز خنجر و تیغ و سناں جز ناچ و تیر و تبر
 گوئی همه خاک نیست جان دار و دی چو جالور
 از نیش تیغ آبلو و ز نوک تیغ جان شکر
 نقش بقا سازند ملک این از نشیب آں از زبر
 یا حیدر ادا را عدم یا مر حبا نارا اسفر

خراشد سنگ پاشد گرد و ریزد خاک سنبید گل
 بلا گزید بدن آهن سنان آتش زمین کوره
 دلیران از پی جنگ بزد و فتنه و عوفا
 تو چون ببر و پلنگ پی ضرغام از کین خیزی
 بریزت او بی چالاک چست و چابک و چیره
 دم و اندام و یال و باز و وزین و رکاب او
 پیش بادوش سندانش ابرویش طوفان
 بیک آهنگ جنگ و غم جنبش در کند آری
 بیک ناورد و وزم و حمله جنبش از هم دری
 بدشت از سهم تیغ و گرز و برزنت اندازد
 شما قانی از درد و غم و رنج و آلم گشته
 سرز کز فیض و فضل خود و بذلت زین سپس آرد
 نیارد و صدم و ح و شکم و توصیفش گرش باشد
 الا تا زاید و خیزد الا تا روید و ریزد
 حدودش و بدگوی و بدخواه ترا بادا

بسال و ماه و روز و شب بود بدخواه چاهت را

لجک بر سر نجب در دل خنک بالین خنک لبستر

فی المذیکه

قامت سروی چو بدینم بر کنار جو بیار
 تا نگرید ابراز لبستان زوید ضمیراں
 از غم آن سرو قامت جو بیار آرم کنار
 او کنول گرید که باغش ضمیراں آوردیار
 الفت ظلمات و نور آینه زش لیل و نهار
 از چه بروی بهشت آئینت موی مار سار
 مار را خلاق مور و مار گر راند از بهشت

بصحن باغ و طرف اغ وزیر سرو و پای جو
 بویژه بانی شنگول مشوخ و شنگ و بی پڑا
 سمن جوی سمن بوی سمن وی سمن سیما
 سرش رعنا فریش زیبا قدش طوبی خدش حبت
 بیلاکش بیما خوش بود لکش بخواتش
 چو سیمین سرو من کش بست وی موی چپ و لب
 کفش رنگین دلش سنگینش نسیرین لبش شیرین
 دو هاروت و دماروت و گلبرگ و دو مرجانش
 مرا هست از غم و اندیشه و فکر و خیال او
 ز عشقش چون انار و نار و مار و از دها دارم
 لیکن باز او شادم که سال و ماه و روز و شب
 طراز تاج و تخت و دین دولت ناصر الدین شه
 ملک اصل و ملک نسل و ملک رسم و ملک آیین
 عدو بند و ظفر مند و مهر جوی و مهر پیشه
 قوی حال قوی یال و قوی بال و قوی بازو
 شهنشاهی که هست از الطبع و طبع و جان دل
 متعلق خوان و قائل و انارک جو بلا رک زن
 ز فیض فضل و مروت و خلق خوب خلق خوش
 برای و فکر و طبع و ضمیرش جا و دال بینی
 زهی ای برتن و اندام و چشم و جسم بدخواست
 حسام فرو قال و سخت و اقبال ترا زید
 دران و فیکه گوش و هوش و جان دل ز هم باشد
 و سهم تیر و تیغ و گرز و گویا گواں گردد

لری
 ص

بزن گام و بجزو کام و بخور جام و بکش ساغر
 سخن پرداز و خوش آواز و انسول زو حلیت گیر
 پیری طبع و پیری زاد و پیری پیر پیری بیکر
 تنش روشن دلش خارا رخس گلشن لبش شکر
 بچشم آهوه بقدر ناز و بجد مینو بخطا عبیر
 مد روشن شب تاری گل سوری مے اخمر
 بخو تو سن بر و سوسن برخ گلشن بتن مرم
 پیر از خواب پیر از تاب پیر از آب و پیر از شکر
 بقا شکل دو پاد رگل هوادر دل هوس در سر
 بری گفته دلی تفته تنی خفته قدی چنبر
 بطورع و طبع و جان دل شنای شه کنده از بر
 که جوید نام و راند کام و پاشد سیم و بخشد زر
 ملک طبع و ملک خوشی ملک وی و ملک منظر
 عطا بخش و صبا بخش و سما قدر سخا گستر
 جهان جوی جهانگیر و جهاندار و جهان داور
 قضا تابع قدر طایع ملک خادم فلک چاکر
 فلک پایه گرانمایه سما سایه همایون سر
 دلش صافی کفش کافی دیش شانی خوش اوند
 خرد مفتون مهر مکنون شمع مضمون شرف مضمهر
 عصب نخیر و رگ شمشیر و مژگان تیر و مولشتر
 سپهر آهن قضا قبضه شرف صیقل ظفر جوهر
 غمگوس و تگ خوش و سر گرز و دم خنجر
 قضا پایم قدر حیران زمان عاجز زین مضطر

گر بود بوجل منکر مصطفی را نیست تنگ
 شهید نشین لیکنش محروم داند ناپسند
 یار این ایضاف باشد من بدین فضل و هنر
 من نیم گردون که در کاخش مرا نبود گذر
 نیستم معدن چرا دارم مرا اینگونه پست
 کاخ او گیهان بر من شجاعت از غصه تنگ
 گراز و نالم بگیهان عقل گوید کای سفیه
 دراز و بوم بگیوان و هم راند کای بلید
 فی خطا افتخام خطا او در عطا ابراست و من
 او کند اگر ام لیکن چرخ نبود مهریان
 خارا اگر غنبر نگر و دابر را نبود گناه
 سبزه لائق نیست کاندز گشتاں گردد سمن
 بر نیسانی فتا ز قطره لیکن چون صدف
 بی حکایت بود حالی نه شکایت که خلوص
 س شنیدنی که گوید شکوه از مادر کند
 یا معاذ الله کس این گوید که از حق شکایت
 یا خیر از اسم نیک و رسم نیکی در جهان

و رشود ابلیس دشمن ترضی را نیست عار
 قند شیرین لیکنش مدقوق خواند ناگوار
 زو جدا نام چو عطشان از کنار چشمه سار
 من نیم گیهاں که بر صدش مرا نبود گذار
 نیستم دریا چرا خواهد مرا این گونه خوار
 بود او عمان و بر من روزگار از فاقه تار
 چرخ را بر زجر و شع او نباشد اقتدار
 دهر را در امر و نهی او نباشد اختیار
 شوره زارم کی شود از ابر خرم شوره زار
 او کند انعام لیکن بخت نبود سازگار
 خاک اگر گوهر نگرود مهر را نبود عوار
 خارقا بل نیست کاندز بوشتاں گردد چهار
 صفوتی باید که گردد قطره در شاهوار
 شکوه دارد بر زبان پرورده از پروردگار
 گر بنالد از برای شیر طفل شیر خوار
 گریه یزدان نیم شب نالد فقیری را اقتدار
 ایچ اسم و ایچ رسمی می خواند پایدار

بیست او خضم مال و بیست او خضم مال
 دولت او پای دار و دشمن او پای دار

شعر من قلاب روح و شعر تو قلاب دل
 شعر من آب روان و شعر تو تاب روان
 شعر من تابنده کوکب شعر تو تاریک شب
 هم ز شعر من عیال آثار شریع مصطفی
 با چنان شعری مرا خلیست انبان از شیعیه
 من چنان نالال که بجز از بخشش خیرم
 بدرد ملت صدر دین پشت بدی وی ظفر
 کلک و لاغری باز دی عدل از وی سیمین
 روی او خورشید دین رای او خورشید ملک
 جد او جود می محبت عم او عمان جود
 جود او بحر است کور او بحر عاقلست موج
 هست رایش پر نیایی کا قناب و راست بود
 مهر او از صخره صفا بر ویاند سمن
 ملک ترکی را ظهیری دین تازی را الضیر
 چشم ملت را فروغی جسم دولت را روان
 بزم شکوت را سریری جهان محدرات سرور
 چرخ با این قدرت از جاه تو میخاهد پیمین
 عت آں دستور آصف ای کز فکر دقیق
 خصم کز ستمش بر وین در گریزد غافل مست
 خشتی از ایوان جاه او ست جرم آسمان
 ملک از وبال بخشش کلک از و نازد چنانک
 نیست تنگ او اگر حاسد از و دارد گریز
 مهر خفا لیک از و مرود دارد اجتناب

شعر من پروین گرای و شعر تو شعری اشعار
 ایس یک از لبس آبدار و آن یک از لبس تابدار
 نوز کوکب در شب تاریک لردو آشکار
 هم ز شعر تو پدید آفتاب صبح کردگار
 با چنین شعری ترا عار نیست اندام از شاعر
 تو چنان مویان که کان از بهشت صدر کعبه
 شمس ملت چرخ نرکان کرم کوه وفار
 بخت او فربه ولی پهلوی خصم از وی نزار
 ملک ازین خرم بهشت و دین از و خرم بهار
 وین جود و جودت از عمان و جود می یادگار
 رای او خلیست کور او مهر رختا نیست یار
 هست رایش طلیسانی کا آسمان او راست تار
 قهر او از ساحت دریا بر انگیزد غبار
 قطب ملت را سکونی چرخ ملک را مدار
 باغ نبیش ابهاری شاخ دانش را شمار
 دشت بهشت را سواری دست غرت را سوار
 بحر با این ثروت از جود تو میجوید بسیار
 جانب خشکی کشاند ما هسای از بحار
 کز منایا سود ندیدم درار وین حصار
 آتی از دوران ملک او ست ملک روزگار
 از نبی ام القری و ز شیرین دال ذوالفقار
 نیست عار او اگر دشمن از و جوید فرار
 مشک بوی لیک از و مزکوم دارد از زنجار

از خزع بست و جلّه سیاب بر سمن
 گفتم بتا مموی و پریشان مساز موی
 اشک تو انجم است رخت مهر و کس ندید
 دیدم بسی که خیزد از جوئی بار سرو
 پروین بروزی نماید ترا چه شد
 جباره از چه پوشی بر ماه نور بخش
 باری قتم بخوشن داود و مهر جم
 کز هر چه در جهان گذرم در هوای تو
 سالار و هر معتدالدوله آنکه هست
 صدری که بر بسیار وی افلاک را سپین
 بر سپهر در زمانه هستی است مفقور
 بر خاک شوره ناید اگر بهر روی او
 یک نا امید و همه گیتی ندیده چرخ
 دوران بدور دولت او چوید اختتام
 گیتی بعدل شامل او گشته مقصوم
 اسی چو سپهر قصر جلال تو بی قصور
 تن را هوای مهر تو چو عمر سوومند
 چو ذات عقل پایه جا هست بر از جنت
 بذل تو بی قیاس چو اودار آسمان
 در پیش خصم تیغ تو سد نیست آهنین
 ناگفته دانی آرزوی طفل در رحم
 از خاک گاه چو تو زربین دمد شجر

و ز اشک ریخت سوده الماس در کنار
 کز موی تر سمت که چو موی شوی نزار
 کاجا که هست مهر شود احبم آشکار
 نشنیده ام که خیزد از سرو جوئی بار
 کایدون بر روز خوشه پروین کنی نثار
 سیاره از چه پاشی بر مهر روز بار
 یعنی بزلفگان تو او را لعل آیدار
 الا ز خاک بوسی صدر بزرگوار
 دیباچه جلالت و عنوان اقتدار
 بدری که از سپین وی آفاق را بسیار
 جز ذات وی که هستی از و دار و افتخار
 خور جای خار روید از خاک شوره زار
 کز آنکرده فضل همیشه امیدوار
 گیمان ز فخر شوکت او خواهد اعتبار
 هستی بذات کامل او حجت است شمار
 وی چو لیا وجودی جو تو بی کنار
 جان را محوم قهر تو چو مرگ ناگوار
 چو فیض روح مایه جودت بر از شمار
 فضل تو بی حساب چو اطوار روزگار
 برگرد ملک حزم تو بخصنی است استوار
 زنت بربوبت زنت نشد حصار
 نادیده یابی آنخورد و حش در قفار
 و ز آب روز مهر تو مشکین جبهه بخار

درستایش امیر بهرام صولت معتزالدوله منوچهر خان فریاد

با فال نیک و حال خوش و بخت کامگار
 در زیران من فرسی کا فریده بود
 شیخ بر که لوز و دجهای گرد و گرم سیر
 کن پی نگارم آمد و تنگم عنال گرفت
 در زیرمه فزاشته از سیم ساده سرف
 موی بوی سنبل و روی برنگ گل
 گیسوی تابدارش همسایه بهشت
 لعش پر آب بی مدد لوز آفتاب
 بر سر و ماه هشته و بر ماه غالیه
 بر زهره رخساره و خورشید مشتری
 در روی و موی او چو اسیران قوم و زنگ
 گیسو گشود و مغز از ان گشت عبیرین
 چنگی زد دم بزلفش و از تار تار او
 وزهر شکنج او که گشودم بخاک ریخت
 و انگشتهای من چو زده گشت پر گره
 القه نارسیده لب شکوه باز کرد
 گفت ای نکرده یاد زیاریا و دوستان
 باری چه روی دادند اتم که بی سبب
 این گفت و از تگرگ پوشید لاله برگ
 بیجاده را گزید با لباس شکنجین
 از ده بلال مریمخ انگشت از مفر

از ملک جم بجزم سپاهان شدم سوار
 او هام را ز پوی او آفریدگار
 کم خشب و پرتوان و زمین کو بر ره سپار
 با چشم اشکبار و دو گیسوئے مشکبار
 بر برگ گل گذاشته از مشک سوده تار
 قدسی بلطف طوبی و جدی بنور نار
 زلفین عنبرینش پیرایه بهار
 چشمش بخواب بی اثر برگ کوکهار
 بر رخ ستاره بسته و از زلف رسته مار
 از حسرت خطش شبه و مشک سوگوار
 دلهای داغ دیده قطار از پی قطار
 عارض نمود و چشمم از ان گشت لاله زار
 چو تار چنگ خواست بسی نالهای زار
 چندین هزار سلسله دلهای به قرار
 از پیچ و تاب حلقه زلفین آن نگار
 و ال طبله طبله مشک پریشید بر عذار
 این بود حق صحبت یاران حق گزار
 مسکین و لم شکستی و بستی ز شهریار
 و زگرش چکید به گل و انهای نار
 یاقوت را مزید به لؤلؤئی شاهوار
 و زخون دیده بست ده انگشت را فگار

هر کو که هفت و هشت کند با تو در جهان
 با کید نه سپهر سه روش بود دو چار
 در کیفیت معراج نبوی صلی الله علیه و آله و سلم

شبى بروشنى از آفتاب روشن تر
 شبى بعبادت روز شباب عیش انگیز
 شبى ز بسکه زمین روشن از فروغ نجوم
 شبى بخرمى از وقت خلد داده نشان
 شبى افاضه انوار اندر و پیدا
 شبى ز گنبد نیلوفرى عیاں پروین
 شبى بگونه مشاطگان بگرد عروس
 رسول امی مشکوی امهانی را
 که جبرئیل امین فرخسته پیک خدای
 زبانگ حلقه میر حلقه انام ز شوق
 چو حلقه ساخت دل از یاد ماسوی خالی
 درون حلقه امکان نماید هیچ مقام
 چو دل ز حلقه امکان چو حلقه کرد آبی
 خطاب کرد جبرئیل کای امین خدای
 جواب دادش جبرئیل کای پیغمبر پاک
 سخن زد دل بزبان و ز زبان بدل گزرد
 اگر چه آینه خالی بود صورت شخص
 بود بفرغ جبریان آب از مردم
 ز بر شکوفه برون آید و شکوفه ز شاخ

سبیل و پروین تابنده اندرین منظر
 شبى بسیرت صبح وصال جان پرور
 چو برگ لاله عیاں از درون سنگ شرر
 شبى بتازگی از نو بهار کرده گزر
 شبى سعادت اجرام اندر و مضمهر
 چو هفت رنگش شهلا ز شاخ نیلوفر
 هجوم کرده زهر سو نجوم گرد متمر
 نموده از رخ لب رشک جنت و کوثر
 با مرایزد و اوار حلقه زد بر دور
 لبان حلقه ندانست پای را از سر
 که تاز حلقه جیب قفا بر آرد سر
 که ز او چو رشته نکرده از درون حلقه گزر
 فلکند بر رخ سه حلقه باز عنبر تر
 بگو پیام چه داری ز ایزد و اور
 تو خود پیام گزار و تو خود پیام آور
 درین میانه زبان منتهی است فرمانبر
 بود بواسطه شخص شخص را مظهر
 چه گرد مردم خالیست آب در فرغ
 گمان خلق چنان که ز شکوفه خیزد بر

خصم ترا بر سر محال است برتری
 ای بر زمین طاعت تو چرخ را سجود
 وقتی برال شدم که بدیوان رقم کنم
 نوشته نام تیغ تو کز نوک کلک من
 بی سوخت و فتر من از اوصاف او و من
 زاندام اهل رنگ سیاهی برون رود
 روزی کشیم خلق تو بر مغز من وزید
 چون نام هست تو بر من از زبان من
 چون وصف محبس تو کنم خیزد از لبم
 گویم هست هست که چو بحر است موج خیز
 یا حیدر تیغ تو آن پاسبان بخت
 گاهش چو عقل بر سر گردن کشان مقرر
 بنود شکفت اگر ملک الموت خوانمش
 جز مور جوهرش که بکین آرد هاکش است
 و یک ز چار باغ سپاهان که سعی تو
 داغ جهان و باغ جهان است ساختش
 باغ زرشک تا تو درونی زرشک خلد
 خول گردد از زرشک مصفا و خون چرخ
 صدرا خدایگانده سال بنیو ام
 منت خدای را که بدم بجام دل
 تا خاص و عام گاه بلند و گاه پست
 از چهر نیک خواه تو بادا شکفته گل
 تا چار بع شانزده است سه شلت نه

جز آنکه خاک گردد و خاکش شود غبار
 وی در گمین خاتم تو ملک را مدار
 زا و صاف تیغ جهان شکرت بتکی سه چار
 جنت آشتی که تا بفلک رفت از و شرار
 بی آب میزوم بوی از شعر آبدار
 گر آفتاب تیغ تو بارد بزنک بار
 پر شد کنار و دامنم از نافه عتار
 در خوشه خوشه ریزد دینار بار بار
 آواز چنگ و نغمه نامی و نوای تار
 بحر لیت رحمت که چو کو هست پایدار
 کز وی سائلت و دین است استوار
 گاهش چو رح در تن کند آوران قرار
 از بسکه هست چون ملک الموت جان شکار
 نادیده در زمانه کسی مور مار خوار
 کردش چنانکه آیدش از پشت خلد عار
 ز ازهار گونه گونه و ز اشجار پر شمار
 روی از سر شک خویش دارد زرشک وار
 در دل ز داغ باغ زرشک تو گشت تار
 جان بود در دمنده و جگر خون و دل فگار
 بازت بصدر قدر ظفر مند و بختیار
 تا شیخ و شاب گاه عزیزند و گاه خوار
 در چشم بد سگال تو بادا خلیده خار
 تا بهفت نصف چارده است و دو و جز چار

بجای شد کآنجا نه اسم بود و نه رسم
وجودش اید و مشهود اتحاد گزید
نه اتحاد علوی که راسی سوفسطا
بل اتحاد و بودی که نیت هستی وصف
میان هستی موصوف و وصف فرق این پس
یکیت اصل و حقیقت یکیت فرع و مجاز
کمال و نقصان کرد از یکی مقام ظهور
بیک خزانه در آسختن ترقص زرد سیم
نشسته ناظر و منظور و یکی بالین
دو آفتاب فروزنده از یکی مطلع
دو تاجدار مکمل کرده در یکی اورنگ
شنیده ام که نهی آتش از و راسی حجاب
و دیگر آنکه بهنگام باز گشت بدو
کام شیر سیلایان نلند خاتم و داد
ز گفت خاتم پیغمبران ز خاتم فصل
پس از تبسم جان بخش خاتمی که سپهر
زکان جیب بر آورد و کرد گو سروار
ز نعت حیدر گوار لب فرو بندم
ستم تا که آل رسول و حاسد من
مرا ز کین خراب پاک نیست زانکه بود
بر این صحیفه و لکتن بجای نظم درسی
به پیش دشمن یا جوج خو کشید ستم
اگر فیول ملک افتد این چکانه لغز

بجای شد کآنجا نه خواب بود و نه خور
چو اتحاد فروع بصر بذات بصر
بود به نزد خردمند زشت و اثر و پدر
بغیر هستی موصوف هیچ چیز دیگر
که متحد بودند و مختلف به فکر
یکیت عین و هویت یکیت تیغ و اثر
و جوب و امکان زد از یکی گریبان سر
ز یک دریچه عیال گشت تالش مه و خور
نظاره طالب و مطلوب از یکی منظر
دو ما منتاب در خشنده از یکی خاور
دو شهر یار یک تحت بر نموده مقدر
بگوشش آمد آواز حیدر صفدر
نمود جمله یکی شرزه شیر اثر در
پس از نزول علی را از آن حدیث خبر
فشانند حیدر گوار تنگ تنگ شکر
بود و حلقه خاتم ز شرم آل پیمبر
تبار خاتم پیغمبران بشیر بشیر
ز سیم آنکه مسلمان بخواندم کافر
خراسان اگر بفرود شد هزار عشوه محرم
سه گز فشار و دو چمبر چادر چاره خر
ز نوک خامه بر افشاند ام نقد و در
ازین قصیده ستوار سد اسکندر
آب سیم نگارش بر صحیفه زر

ثمر نهفته باصل است و آشکار ز اصل روح کنون تو اصلی من فرع اصل و وحی مثر
 گرت هوس که ز من بشنوی حکایت خویش درون آینه حق نمای من بسنگ
 دل چو آینه من محیط ذات تو نیست حکایتش ز تو ناقص نماید و ابر
 من و بلانک و سگان آسمان و زمین تمام منظر ذات تو ایم ای سرور
 هزار آینه بنهاده است خرد و بزرگ در پس هزار یکی را هزار گونه صور
 یکیت عین هزار ارچه هست غیر هزار که مختلف بظهورند و متفق به گهر
 یکیت ساقی و هر لحظه در یکی مجلس یکیت شایده هر لحظه در یکی زیور
 کنون مجال سخن نیست بر نشین براق که انتظار تو نس دیده است در متبر
 بنی بر آمد چو وحی بر براق و خمت به بیت قدس چو پیک وحی که ز گذر
 وزان مسجد اقصی حمید و شد ز کرم خسته روح ز دل را بسوی حق رهبر
 فرود پای و نخبود مایه داد فروغ بر فرشته به آسمان به اختر
 بسدره ماند زره جبریل ازاں گونه که باز ماند از پیک عقل پیک نظم
 رسول گفتش ای طائر حطیره قدس سبب چه بود که کردی بشاخ مدره مقرر
 جواب دادش کای محرم حریم وصال سن از فراتر پریم بهوزوم شمشیر
 تویی که داری در کاخ لی مع الله جای تویی که داری از تاج لا لبس افش
 نوشته نشانی و ماشه نوشاه و مابنده نو آفتابی و مامه توماه و ما اختر
 تو نیز هستی خویش اندرین محل بگزار پیچ بزم فنا کن ازین بقا بگذر
 براق عقل را کن بر آب رفرف عشق که عقل را بنود با فروغ عشق اثر
 به پشت رفرف بر شد بنی ز پشت براق چنانکه مرغ ز شاخ نگوں بشاخ زبر
 ز سدره شد بمقامی که بود بیگانه در پس مقام تن از جان جانش از پیکر
 صعود کرد بر اوچی کزان نمود بهبوط رجوع یافت بملکی کزان نمود سفر
 ز سدره صدره برتر جمید از پی آنک ز سدره آید و از جیب لا بر آرد
 دو قوس دائره در منقشای نقطه امر سر از دود سو بهم آورد چو خط پر گهر

بلا که بود و کجا آمد و چه گفت و چه شد
 چه شمع بود که روشن نگشته گشت محوش
 چرا چو نجم سحر نادمیده کرد غروب
 برفت از صدف خاک گوهری بیرون
 قناد از فلک جدا خستری بزمین
 شبیه شمس و قمر بود در شمایل حسن
 مدار عقل و مهر بود در فصاحت لطق
 خشن که بود شد از سیلی اجل عجب است
 وقت زندگی از حسن و وقت مرگ از غم
 گماں برم که جهان را خدا عقوبت کرد
 گشاده بود رخس بر جهان دری ز بهشت
 بیای خلد خراسید و از شمایل خویش
 مگو که زیور حسنش فزودن بهشت
 چه بود این خبر این قاصد از کجا آمد
 بحق پناه برم کاین خبر نباشد راست
 گل شکفته بیک دم چگونه ریخت ز شاخ
 بهار تازه باقی چگونه گشت خزان
 شنیده اید که نشکفته لبسود لاله
 امیر زاده نه ماحمله چاکران توایم
 ترا که نفع سخایت بمور و مار رسید
 ترا که از گرمیت شاد بود دشمن و دوست
 ز رفتن تو اگر رفتگان خوشند چه سود
 پدر هنوز درین ذوق بود کز سر شوق

که هر چه بنیم ازین هر چهار نیست خبر
 چه شعله بود که ناجسته گشت خاکستر
 چرا چو صبح دوم نادمیده کرد سحر
 که خلق را صدف دیده گشت پر گوهر
 که جان خلق از ان اختراست پراخلر
 چو او مبرد گفتی مبرد شمش و قمر
 چو او مبرد تو گفتی مبرد عقل و مهر
 که گل نبفته شود یا که لاله نیلوفر
 بهر دو حال جهان را نمود زیر و زبر
 چرا که هجرو می از هر عقوبتست بهتر
 نهفت چهره و شد لبسته بر جهان آن در
 بیای خلد بپذیر و باغ خلد دگر
 که اوز چهره فزاید بهشت را زیور
 که کاش نامده بود و نداده بود خبر
 بجز تم که چگونه چنان کنم باور
 مه دو هفته بگیره چگونه شد ز نظر
 درخت میوه بیاد می چگونه ریخت شر
 شنیده اید که نارسته پشه مرد و جهر
 ترا که گفت که پیچاکران روی بسفر
 بمور و مار سپردم خاکمان بر سر
 زلف چو دشمن دادیم دوستی بنگر
 که ماندگان ترا ماند و اغما بجزگر
 هزار تحفه فرستد ترا ازین کشور

پسند حاسد اگر نیست گو مباش که نیست
 گنه لظرت کج واج و طبع جا بد اوست
 بنحالی که دماند بسی باد بهار
 با بکه گشته ز صفتش دو فلک چرخ وزمین
 بجان شاه هلاکو که هر دو گیتی را
 که گر خدایو جهان التفات ننماید
 و گرنه نظم نگارم ز کلب بر دیوان
 شنیده ام دوسه تن خواهی تا ش برنگفتند
 چگونه منکر باشم که در محاسن تو
 هر آن مدیح که ممدوح را سزا نبود
 چگونه نور کند مدح چشمه نور شنید
 همیشه تا نبود حیم را ز روح گریند
 تعلق گیتی امرت پور روح در قالب
 هوای خدمت تو آنچو روح راحت بخش
 سپاس حضرت تو آنچو روح اذه بر

در مرثیه امیرزاده فردوس و سادۀ فاطمه سلطان صبیحه

امیر دیوان

بهر بهار گل از زیر گل بر آرد سر
 گلی برفت کز امروز تا بدامن جگر
 گلی برفت که با آنکه غنچه بود هنوز
 گلی برفت که از مشک چین و سنبل داشت
 گلی برفت که ناید بعد بهار دگر
 گلایا و ست که جاری بود ز دیده تر
 دو غنچه داشت بهر یک هزار تنگ شکر
 نهال بزیر دو سنبل دولا له احمد

زیاده تری نیست کش خوریم بدوق
 زبانه گوییم بزم بنگ کی برقص آئیم
 ولی چو عسرت عقی ایناں ز دیده ماست
 بعیش فانی دنیا خوشیم و غافل ازین
 براسپ چوین کودک چه آگهی دارد
 رئیس ده چو بدستان همی دهد فرمان
 ز آب شور بیابان عرب بوجده آید
 چو عنکبوت گس گیرد آبخنان داند
 چو گربه خله بو شاں برد چنان داند
 بگرم سب کس اردستان پیل کند
 مگس پردودر چشم نایدش سمرغ
 گماں برد حبشی در حبش که چهره او
 ولی اگر بیاحت رود بخط روم
 ز شوق این سخن آن صفدران خبرواند
 بلا بلفظ عرب امتحان بود یعنی
 ولا بزرگ بود چون بلا بزرگ بود
 هزار سال فزون ست تا حسین علی
 خدای در همه حالی منزله است از خلق
 برای ماست گرا بمان و کفر بخشد سود
 اگر بهشت تفریق دارد از پی ماست
 ستاره ناید پیش کی است پاک و پلید
 اگر مراد تو بیزدان بود مراد خواه
 زدن امیرا یک نکته دگر به بنوش

که تلخیش طبیعت حلاوت آرد بر
 اگر بران نزنند زخمه مرد خنیا گمر
 خواص مرگ ندانیم و زان کنیم حذر
 که سودا و همه بوگست و نفع اوست ضرر
 که چیست تحت سلیمان و رخس رستم زر
 همی چه داند خاقان کدام یا قیصر
 چه آگیش که تسنیم چیست یا کوثر
 که از دهای دماں را کشد بدام اندر
 که قلب لشکر دارا در پده استگند
 بخونیش پیچ و افسانه داندش یکسر
 فرس بپوید و دروهم نایدش سرصر
 همی لغزو بها باج گیرد از قیصر
 ز شرم بچو زناں چادر افکنده بر سر
 که پیش تیر بلا جان و دل کنند سپر
 که بنده را به بلا امتحان کند داور
 نشان فراخور شایسته و جامه در خور
 شهید گشته و نامش هنوز بر منبر
 ولی ز غایت لطفاست خلق را رهبر
 خدای را چه که ما مو منیم یا کافر
 خدا را چه تفاوت کند بهشت و سقر
 سحاب بارد و نروزش بیکیت غار و شجر
 رضای دوست طلب ز رضای خود بجز
 عبت مجوی گرازد دست رفت یک گره

برای بازوی تو حرز سازد از یاقوت
 ترا که گفت که از چوب نخل سازی حرز
 پدر هنوز علی رغم دشمنان می خواست
 ترا که گفت که از لوح قبر کن بالین
 پدر هنوز طوق و کمر نساخته بود
 بجای آنکه به تخت جلال به نشینی
 بجای آنکه کثرت به لباس حریر
 بجای آنکه نخی سرفراز بالاش زر
 دریغ بود که کافور مردگان باشند
 تو ای کبوتر عرشی کنون ز غصه منال
 ترا خدای دهر جای در کنار بنی
 تراست جای بهر حال در کنار رسول
 بزرگوارا امیرا به بندگان خدای
 اگر خدای تو یک گوهر از تو خواست مرغ
 که گوهری چونه بخشی که خواست از تو خدای
 و دیگر آنکه تو دانی خدای با هر کس
 هزار مادر اگر بشمریم تا حوا
 و یک حکم قضا و قدر بدان رفته است
 نهاده راحت ما را برنج و ما غافل
 گهی بطعنه که داد آفرین چه راند جور
 اگر چه حق ز پی استخوان دانش ما
 مگر نه داروی تلخ حکیم گاه علاج
 مگر نه این رگ شریان که رشته تن ماست

از بهر فرق تو افسر فرستد از گوهر
 ترا که گفت که از خاک ره کنی افسر
 که بجز کند از سیم و یالشت از زر
 ترا که گفت که از خاک گور کن بسر
 که دست مرگت شد طوق و طاق گور گهر
 دریغ بود که بر تخت افتد پیکر
 دریغ بود ز بردت کفن کنند بهر
 دریغ بوختت لحد گزاری سر
 بگسیوی که ز خود داشت نکبت عنبر
 گر از قفس بسوی آستیان کشودی پر
 چه این بی پادشاه باشد چه به شجر
 مشو نمین که جدا مندی از کنار پدر
 بسی نخواسته دادی هزار گنج گهر
 که ترسم از تو بر خد حکیم دانشور
 چرا نخواسته بخشی به بنده بیخود مهر
 هزار بار بود مهر با تو ترا مادر
 تمام صادر از تویم و او بود مصدر
 که در زمانه نه بینیم غیر رنج و خطر
 سپرده عشرت ما را بمرگ و ما ابر
 گهی لشکوه که خیر آفرین چه بود پیش
 دو صد مثال نهاده است در نهاد بسر
 بکام ما دهر از روی طبع طعم شکر
 دهم مزد و بفضا و تا زنده نشسته

در قفای او بخوژی دیو خوی و زشت روی
موی او باریک چرکین همچو تار عنکبوت
چانه و نیش گوی فزیهی وز دیده اند
بسکه در رخسار شش چین بود بالای چین
چانه و نیش پنداری بهم چشمی هم
گویی و چو گال ساختندی از برای کارزار
در بهر گیتی بدین زشتی نباشد هیچ کس
و ر بوداری نباشد جز مسود شتر یار

در ستایش نواب فریدین میرزا طایفه گوید

ای فال سعید و بخت مقبل
تو قلبی و دلبران قوال
بر گردمه شمائل تو
دلها بسلاسل تو مشتاق
خون خوردم از غم تو آسای
چهر تو درون جعد مشکین
گویی رویت بسین زلف
چشم فلک است و چهر تو مهر
جز زلف تو از قفای رخسار
خورشید سپیده دم ندیدیم
این زلف تو هست کز بنا گوش
یانی به سپیده دم قتاده
زلفین تو بر رخ از چپ و راست
مانند دو کفه ترازو

وی زهره بزم و ماه محض
تو روحی و گل رخاں هیاهل
زلفین تو عنبرین سلاسل
جان با به شمائل تو مائل
جان بروغم از کف تو مشکل
زیر دو غراب یک حواصل
در سینه ماه کرده منزل
مهری که نگشته هیچ زائل
ای آتش خوی و آهین دل
کا در از قفا همی رود نفس
زی چاه ذوق شده است مائل
هاروت نگون بحپاه بابل
آویخته روز و شب مستابل
در وزن ز یک دگر معادل

تو مال خویش سپاری بهر که چاکر تست بدین بهانه که گوئی این بود چاکر
چنان خدای که خود چاکر آفریند و آفرینش بخت مال تو از چاکری بود کمتر
تو بشنو اندکی امروز پسند قاتنی
که کارت آید فردا بعرصه محشر

در تعریف مصور و توصیف تصویر فرماید

آفرین بر کلک سحر انگیز آن صورت نگار
راست پنداری مثالی کرده زین تشال نقش
کرده یک سو نوع و بی نقش گذر صورتش
از تنش پیدانزاکت همچو نرمی از حریر
خیز زان قدر عوان خد ضمیران بوشک مو
چشم او بی سرمه همچون چشم زر گس و لهریب
بی عبارت راز گوئی بی اشارت راز جوئی
بی سرود از وجد در حالت چو شمشاد از نسیم
از دو زلف او و دلایت هر چه در گردون فریب
فتنه خوابیده در چشمش کرده اند گروه
نونهال قاشقش را لطف و خوبی برگ و بر
جاد و کی خیزد چشمش همچو سوا س از جنون
در بهار لال باغ دیدنی که بار آورده سرو
همچنان آشفته گرد و صرع دار از ماه نو
وزدگر سوری بر لبش یک زیبا سپر
فتنه های جور او چون تور گیتی بی حساب
گر چنین رونی لبش در مجلسی حاضر کنند
کز مهرات برده معینا درین صورت بکار
از عروس ملک شوی بخت و زال و زنگار
هر که بکشاید نظر عاشق شود بی اختیار
در رخسار پنهان لطافت همچو گرمی از شمار
سیم سیاه و بالا ماه پیکر گل عذار
زلف او بی نشانه همچون زلف سنبل تابدار
بی تکلم و لهریب و بی تبسم جان شکار
بی سرور از قص و حدش چو گل بر شاخسار
وزد و چشم او امانت هر چه در مستی خمار
عین تر تابیده در زلفش قطار اندر قطار
پرنیان پیکرش را ناز و خوبی پود و تار
خرمی زاید ز چهرش چون طراوت از بهار
سرو قد او نگهباری که باغ آورده بار
ز ابرویش آشفته گرد و ماه نو چون صرع دار
کز جمالش خیره گرد و مغز مرد ووشیار
حلقهای زلف او چون دور گرد و لبشیار
شمع بی پروا ز ند خود را بر او پروانه وار

در وقف پی تیز آیات گر فرض نمی شدی فواصل
 پیوستگی نظام عدلت برداشتی از میان فاصل
 نادانی خود کند مسجلت یا بخت تو هر که شد مساوی
 جسم است جهان و اندرو تو چون روح نه خارجی نه داخل
 چون جان با جسم و روح با تن با ذات تو خلق شد متفائل
 دست و دل و لطف و غامه تو زنی بود تو بهترین و مسائل
 از تیغ که اثر راست از نوک یا تیغ تو بر کتف همای
 با قلم تو گفته توانیغ یا شکر تو چایمه اداخل
 یکسر همه ناقص است و نزیان یکجا همه معی است و باطل
 بایاری و سعت ضمیرت تدویر شود محیط حاصل
 آن روز که در هزار هزارم در چرخ و زمین قند زلال
 از سهم عقاب شیر در پیرم شیرین فک شود لبعل
 بندی سر دشمنان بفرار چون رشته بخیله مغازل
 بازوی نزار ملک و دین را فریب سازی بسیف نازل
 ای غم شش هفتاد گوئیتم ای باس تو آنچه مرگ باکل
 گرفتین قسیرول و طاقت را حالی شود این قصیده قابل
 شاید که سپهر عشق سرایند لم یات بشما الا واکل
 در نقش تو اهل عصر خوانند تانی را ابوالفضل
 با منطقه در دو نقطه دارد پیوسته تماس با معدل
 از منطقه جلالت تو خورشید شرف میاد مائل
 تا حشر رسد خطابت از عرش ای فال سعید و بخت مقبل
 ای فال سعید و بخت مقبل ای فال سعید و بخت مقبل

روی تو ز شب بر آورد روز
 فخر الاقیال و الاساطین
 فرمان فرما که دست رادش
 در دشت نزال بیست غالب
 عاجز شده اند در ممالک
 ای مدح تو زیور مجالس
 گر نافله فرض نیست از چه
 آواز اجابت سخایت
 زان سان که سبق برد محلی
 الفاظ بدیعت از بداعت
 در نیم شبان ز دور پیدا است
 در چشم بصیرت تو اجسام
 هر نقص که دهر داشت کردند
 چون ما حاصل جهان تو بودی
 - آری بوجد گشت موجود
 از خشک لبی و خاکساری
 دستت لبغا حیات جاوید
 با آنکه وجود بعد موهوم
 بزم تو سه بعد را تواند
 آرای تو در شبان تاریک
 در هیچ زمان ز کسب دانش
 مانع تو قهقیری رود باز
 پیوسته شود چو پوست با گوشت

چو رای خدایگان عادل
 دخر الاقران و الا ماش
 بحر خفم است و ابر هاطل
 بردست نوال غیث و ابل
 از حمل نوافش نوا قس
 وی وصف تو زینت محافل
 بر جود تو فرض شد نوافل
 سبقت گیرد بصوت سائل
 هنگام دویدن از مؤمل
 ضرب المثل است در قبا کل
 آنمار جمیلت از ششائل
 بر سر قلوب نیست هائل
 از پر تو هستی تو کمال
 شد نظم جهان پس از تو حاصل
 ماهیت فی به حبس هائل
 دریا بوجد تست ساحل
 تیغت بو غا قضای عاجل
 امریت محال نزد عاقل
 مشغول کند به هیچ شاغل
 رخنه نراست از مشاغل
 مشغول ندارد مشاغل
 زی چرخ برین قضای نازل
 از عدل تو در بدن مفاصل

مگر ببرد یک چشم من گرفته قسرار
 ز مهر چهر پری چهر گال که بر رخشان
 دی که از لب و دندان نشان حدیث کنم
 روح کاج و کلیسا و بر لبش و ناقوس
 گلاب و عنبر و شکر و زعفران در بزم
 ز آب دیده گلاب و ز خون دل شکر و
 مرا بس غزل که از دوش و طیر و در طربند
 سپهر محمد و جهان جلال و رستم خان
 ملک نژادی که اندر ریاض شوکت او
 در آشیان بهایون های بهمت او
 بر آستانش غوغای مہتران شنوم
 بدستش اندر در بزم چوین قدح نگریم
 بطعم آن راستین جانفزا خوانم
 بودندش زلزال بوم بر دامنم
 بنزد خودش کالتش زند بخرمن بخل
 بهر کجا که حدیثی رود ز طلعت او
 رونده کشتی غم جہاں نوزدش را
 سان او را حراق جسم و جان گویم
 نتای او را آرایش سخن یابم
 بزرگوار امیر اتوی که خنک ترا
 ز خون نشانی تیغ تو تا بروز قیام
 فکای دشمنت از تیغ فتنه زان خوانم
 بگاه کینه کمان تو و کند ترا

که هر کجا که نظر افکنم همان بینم
 طراوت ارم و نر همت جہان بینم
 حلاوت شکر و شهد بر زبان بینم
 اسرار خمر و دستار و طبلستان بینم
 ز بهر نشو و رخسار شان عیان بینم
 ز آہ عنبر و از چہرہ زعفران بینم
 سزای مجلس خاص خدا یگان بینم
 کہ جان رستم اندر بدن نہان بینم
 سپہ را چو کی شاخ ضمیران بینم
 زمانہ را چو کی مشت استخوان بینم
 در آستینش دریائے بیکران بینم
 چنگش اندر در زم چون سان بینم
 لطفش این را تین جانتان بینم
 بگاہ بزمش آشوب خبر و کان بینم
 سحاب را چو کی بر شدہ دھان بینم
 بہر کجا نگریم ہاغ و بوستان بینم
 ز ہفت پردہ افلاک بادبان بینم
 بنان او را رزاق انس و جان بینم
 ولای او را آسایش روان بینم
 بدشت ہیا با باد سمعتان بینم
 زمین مہر کہ را بحر بہرمان بینم
 بلای دوستت از در فشان بینم
 نظیر ماہ نو و ہفت کہکشان بینم

درستایش رستم خان فرماید

من آن نشاط گزین بزم و لستان بینم
 نه از تفریح جنت نه از نظاره حور
 کسان بهشت برین در آن جهان بیند
 هزار شکر که بر رستم و شمشان خود
 ز جام باده و رخسار یار باده گسار
 ز ابرو و مژه و لبران شهر آشوب
 ز لاله دف و آواز چنگ و نغمه عود
 پیاله و می و ساقی و بزم را با هم
 ز خدو قدر و بنا گوش و لبران نشار
 بطرف عارض هر یک و زلف غالیه رسا
 بتارطه عابد فریب شان دل خلق
 ز روی تافته و گیسوان بافته شان
 سرین شان متماثل شود و از چپ راست
 میان شان را از مومنی تو اتم فرقی
 بهفت عضو تن از چپین لاف شان آشوب
 ولی بچشم تامل چه موشگاف شوم
 میان دیده و دل عکس چهره ساقی
 یکی غزال غزلخوان گرفته بر کف دف
 ز لب چکیده بجایم از جبین ساقی خوی
 سرین و ساعد و سیما و ساق ساقی را
 فکند سایه بر رخسار دوست زلف سیاه
 نه از بهار و نه از سیر بوستان بینم
 نه از بهشت نه از عمر جاودان بینم
 من از شمال و خیال درین جهان بینم
 ز روی دوستی و دیده کامران بینم
 بلال و زهره و خورشید را قران بینم
 خدنگ غمزه زهر گوشت در کمان بینم
 بدل طرب بیدن جان من توان بینم
 بلال و شستری و ماه و آسمان بینم
 عجب چنین گل و شمشاد و ارغوان بینم
 دوازده سال سر گنج شایگان بینم
 چو مرغ در قفس افتاده ز آشیان بینم
 طبع طبق گل و سنبل بهر کران بینم
 ز شوق رعشه به تن آب درد یلان بینم
 ز لب که موی از فرقی تا میان بینم
 کند رستم و غوغای مفتخوران بینم
 ز فرقی تا میان فرقی در میان بینم
 و یا سهیل یمن را به فرقدان بینم
 مه دو هفته و نا امید تو امان بینم
 طیب ساعزمی را گلاب و آن بینم
 حریر و قاتم و سحاب و پرنیان بینم
 ستاره راز شب تیره سائبان بینم

نه مرویغ سازم و نه گرد تیغ باز
 نه شانه بین نه ماسه کشم من نه فال گیر
 ربانی شیتیم که بقانون اجبیدی
 نه قاضیم که در که تقسیم ارش شوی
 نه واعظم که بیتی هر فریب خلق
 نه مفتیم که آنچه حروف قسم ز کبر
 هم رو نه خوان نیم که پی کسبیم وزر
 منت خدای را که زمین سبوی تو
 تدار شیتیم ولی اندر مذاق حلق
 عطار نیتیم ولی اندر مشام روح
 فصاحتیم ولی ایس شستری قلم
 ضرب نیتیم ولی از پاکی عیار
 نساج نیتیم ولی آمد هزار بار
 معارف شیتیم که گذارم ز گل اساس
 سلاح نه ولیک عدد را چو گو سفند
 صباغ نه ولی چو شیب از خم خیال
 استاد شتریان جوان مرا که من
 با ایس همه صفاست و با این همه کمال
 که در دیار فارس غریم عجب مدار
 ای داور زمانه ز رفتار اهل فارس
 یک تن مرا نعت که چونی درین دیار
 یک تن مرا خواندشی بر بخوان خویش
 بهر چند تن که بر سر این ملک استرند
 نه بهتر قید و نه میسر عسکر
 نه سیمیا نگارم و نه کیمیا گرم
 از نوک خامه نقطه اعداد بشمرم
 بینی مساهم سپرد و دخت و همسر
 تحت الحاکم فلکده بهالای منرم
 یابی بصدر بزم بزرگان مصدرم
 فتح یزید و ضرر روان بینی از بزم
 با تیغ من بصاحب هر فن برابرم
 شیرین سخن به است ز قند مکررم
 مشکین مداد به بود از مشک از فرم
 در سفک خون خشم تو ماند بشترم
 نقد سخن کوازه زن زر جعفرم
 خوشترینج نظم ز دیبای ششترم
 که ز قدر خود موسس افلاک و یگرم
 در سلخ ستیزه بن پوست بر درم
 هر دم هزار معنی رنگین بر آورم
 استاد شتریان شعور مصورم
 در پارس بی نشان چو بشب عمر الوزم
 کاندرو روان رشته خرمه که هر دم
 چون بدسگال جاه تو دایم در آورم
 تا بر رخ بدیده امید بسنگرم
 از بیم آن گمان که ز خوان نغمه خورم
 که تیغ و شتاب را کنم قدح کافرم

بهای خاک درت گردهند هر دو جهان بخاک پای تو کش باز ایگان بینم
 زمانه را که ز پیری گرفته بود بر دنگار تو هم شاد و هم جوان بینم
 زمین مهر تو ای ماه آسمان جلال بخویش هر که در آفاق مهربان بینم
 بد هر خجست تو تا حشر کامران بادا
 چنان کش او را در دهر کامران بینم

قطعه

ای داور زمانه که از وصف رای تو خاطر شده است مطلع خورشید افوزم
 از وصف خلق و رای تو تا گفته ام حدیث مجلس منور آمد و مشکو معطر م
 عرضیت مرا که ز دايد ز دل ملال لیکن بشیر یا آنکه دبد گوش داورم
 اکنون دو هفته است که در دار ملک فارس بی آفتاب خون توان در ده کمتر م
 نه والی ولایت و نه عامل عمل نه خازن خزینه نه سردار لشکر م
 نه میر و نه وزیر و نه سالار و نه سپاه نه ایل خان نه ایل یگی نه کلاں ترم
 نه میر بهبهان و نه خان بران جان نه قائد زیاره و نه شیخ بندرم
 نه ضابط کوارد و نه بیگار بیگی لار نه دزد گیر معبد و نه دزد معبد م
 نه کد خدانه شخته نه پاکار و نه خمس نه محتسب نه شیخ نه مفتی نه داورم
 نه صاحب ضیاعم و نه مالک عتقار نه برزگر نه رای گو ساله و خرم
 نواب شتم که دهندم بعدد بجای بواب هم نیم که نشاندر بر درم
 نه مرده شونه گور کنم نه کفن نویس نه دگر خوان مرده نه دزد کفن برم
 نه تاجر بیسم و نه قاجر جمدیت نه غریبه لیتم و نه قواد منکر م
 نهال شتم که شایم ز نقل سود نقل هم نیم که از آل نقل بر خرم
 نه شهر یافت و نه شهر یافت نه موزه دوز ملک نه دیار کشورم
 نه کار و نه کار و نه کار و نه کار

ایدوں دو مدعاست مرا از جناب تو
 یا خدمتی خجسته بفرمای مر مرا
 یا همتی که بادل مجموع و جان شاد
 پویم پی تظلم این ظالمان بری
 باده ستور چون کنم و چارده عیال
 با خرج بی نهایت و با دخل بی نشان
 اکنون کنم دعای تو تا در دعای تو
 کز شوق آن دو قص کند جان بر بیکرم
 کز رشک خون خورند حسودان ابرم
 بگذارم این عیال و ازین شهر بگذرم
 تا داد دل دهد ملک داد گسترم
 کار و اجوم هر شب هر روز بر سرم
 مطعون هر کس انم و مردود هر دم
 خرم مگر شود دل بیمار در برم

عمرت چنان دراز که گوید سپهر پیر
 خود نامه در نوشت خداوند اکبر م

در مدح محمد شاه مبرور و لشکر کشیدن بسمت هرات

سخن گزافه چه رانی ز خسروان کهن
 بخوانده ایم بسی بارنا های قدیم
 نه از قیاصه خواندیم نزد کیان عجم
 چنین مناقب فرخنده کز خدیو زمان
 همین خدیو محمد شده آفتاب ملوک
 هزار لجه ننگ است در یکی حقان
 بگاه کینه نه بنید سراب از دریا
 کند نبرد اگر مهرگان اگر کالون
 کدام جامه که از تیغ او نگشت قبا
 کجا نشسته بود او ستاده است پشین
 زیانگ کوس چنان اندر اهتزاز آید
 یکی و گوش فزاده بدین چگامه نغز
 یکی ز شوکت شاه جهان برای سخن
 بدیده ایم بسی کارنا های کهن
 نه از دیالمه خواندیم نزد ملوک بین
 چنین آثار شایسته کز کیای زمین
 سپهر عز و معالی جهان فتم و فطن
 هزار بشیه هزار است در یکی جوشن
 بوقت وقعه ندانند پیرند از آهن
 کشد سپاه اگر فرودین اگر بهمن
 کدام لایمه که از تیر او نگشت کفن
 کجا سواره بود او پیاده است پشین
 که بوش پارسیان از سرود او راسن
 که کارنامه شاه است و بارنامه من

زانچندتن هم ارچه بود خاطر م لول
 حاشاکه سرکشم ز خط حکم شان برون
 فروابر آستان شهنش ز دست شان
 زین چندتن گذشته کشم خنجر زبان
 با خنجر چنان که کشد شعله بر سپهر
 آخره من بدیده این ملک مردم
 یارب چه ردی داده که اینک پنجم شان
 اینان تمام قطره و من بحر قلزم
 اینان ز تیرگی ظلمات و من کنون
 قرن دگر نماز نشان نشان و من
 بودی دو هفت سال بکریان و خاوران
 اکنون و هفت نیست که در دار ملک فارس
 این شهر قوم لوط و من ایدول چو جبرئیل
 بوجمل وارد من جان منند از انک
 بارافت تو پاک ندارم ز کین شان
 شاهین اگر شوند نیارند از هراس
 وز شیر نه شوند نیارند از نهیب
 ایران بشعر من کند امروز افتخار
 آفانکه گرد اشقر منشان بفرق تاج
 معروف بر و بحر جهانم بتظم و نثر
 کشتی فضلی بحیط سخنوری
 گر فی النمل زمن بتو آرند داوری
 آری تویی بجاه سلیمان روزگار

لیکن به آنکه راه مکافات پسرم
 در جای تاج تیغ گذارند بر سرم
 دست بجای جیب شکایت بر آورم
 و آتش کشد زبانه چو دوزخ ز خنجرم
 پروانه بینی از زره و خود و منفرم
 آخره من بتارک این شهر افشرم
 از خار خوارتر شده از خاک کمترم
 اینان تمام ذره و من مهر خاورم
 چو چشمه حیات به ظلمات اندرم
 نام و نشان بماند تا روز محشرم
 صیت جلال بر شده از چرخ اخضرم
 پنهان ز چشم خلق چو گوگرد احمدم
 زیروز بروی کنم آل را به شهپرم
 مدحت گر پیمبر و آل پیمبرم
 کاینان تمام مار سیمن فصول گرم
 کردن نظر به سایه بال کبوترم
 کردن گذر بجانب روباه لاغرم
 در یارس چو گدا بر مستی توانم گرم
 در گردشان نمی رسد امروز اشقرم
 اینک گواه من سخن روح پرورم
 از عزم بادبانم و از حزم لشکرم
 حالی مرا طلب که نیابند در برم
 اینان چو پیشه اند و من آک تند صرم

زنجیری همه مانند سیل در کسار
 جنده از بر پیکان چو مرغ از مضرب
 همه شریز بچنگ و همه دلیر به جنگ
 به پیش بیدک بر تنه دیده کرده هدف
 وزیر کزانه شریز افکنان لشکر شاه
 بچشم نشان خم شمشیر ابروی دلدار
 پزند مندی ترکان نمود از پس گرز
 هوای معرکه از گرد راه و چو بد تیر
 رسیده از فرع توپ ابل باره چنانک
 نمودی از پس آن مانده گرد مویک شاه
 بکوتوال حصار آنگه جان جهان شد تنگ
 جرح گشته سپاه و سلاح گشته تنه
 چه گفت گفت چه جویم در پلاکت جان
 کنون علاج به این است پس که بگیریم
 چو غیر دولت ما دید در رخ و عظمت ما
 دمان شدند و دمان توانمند و شاه جهان
 سر روزماند و سپه نواز و زویم نشانند
 یکی انیشه مکار سپه بر خیر
 شه از می آمد و گرفت غوریان و پریر
 می به چشم من آید که با مداد به گاه
 ازین خبر دل اقبال خدا پنهان لرزید
 بخاست مرکب از جای جنت ثبت کمر
 خبر رسید به دستور جنگ دیده او

زنجیری همه مانند رود در گنجین
 رنده از دم خنجر چو گوی از محن
 همه معارک جوی و همه پلارک زن
 به پیش ناوک و تنه سینه کرده من
 سطر یال و قوی بال و گرد و شیر شکن
 بگوش نشان عو شمشیر لغزه از عن
 چو در شبان بیا به از سپهر عقیق پران
 میزد و چو آینه شریز و پیر ز عن
 نزدیکان هوام از بخور قسرو اسن
 چو در چرخ شمشیر و شمشیر پیران
 که حسن نامی به مسعود و چاه بر پیران
 روان از بیم روانی گشته و توان از توان
 چه گفت گفت چه جویم در فداکت تن
 بدست محنت و تیغ انبیه بر گره تن
 ز جرم در تن با پذیرد خدیو ز من
 رس گشود و ضلالت گشتان ز خلعت حسن
 چو را جوی و دمار از آن راند کمران
 بحر زبان هری کای همیشه بار محن
 به شاده اند و در عبادت جامی اشت پیران
 جوابه پیر گند از گرد جامه ادا کن
 که روز گرام و دست تنق با بیژان
 پی گیر و به پدر و بر کشاد و من
 گره فلک را بر روز چشم چو سو من

بسال پنجه و انداز پس هزار و دو لیست
 بخرم چالش افغان خدازری بهرات
 گوسپاه که بیک دیش شیر خوشن پوش
 بساط شان همه هنگام خوابگی میدان
 هزار ختی سرمست و هر کدام به شکل
 نراز هر یک ز نوره بر کشیده ز فیر
 نود عاده گردیده توپ قلعه کشای
 و میده از دم هر توپ و دو دقیر اندود
 درخش آینه پید از پشت پیل چنانک
 دو گوش توسن گردان عکس سرخ درفش
 زکوه و دشت چال گذشت موکب شاه
 همه ز جلدی و ختی بدشت چول آهو
 رسیده تا بدر حصن غوریان که بخاک
 دروب او همه چول پنجه قضا مبرم
 بزرگ بار خدا گفتنی بروی زمین
 نه بس شگفت که همچول ستاره در تدویر
 هزار پیلوی پولاد فای پتباره
 درشت سیگل و عفریت فوی و کثر شرکری
 ز محنت سیرت و ز خیر خای و نهجار
 کبیس برادر دستور مرزبان بهرات
 بکو توالی آل در درون آن دوکان
 سران شاه نهران شاه پره زوند
 حصار یان پلنگینه خوی کوه جگر

چو کرد آهو خاور برج شیر وطن
 سپه کشید و برانگشت عوم را توسن
 گوسپاه که یک پهنه پیل بیک زن
 قماط شان همه هنگام کودکی جوشن
 چو زور قی از و چار لشکر است آون
 چو از دری که کشاید ز بوقیس و هن
 چنانکه برکتف باد سدی از آهن
 چنانکه باد سپاه از گلوی اهرین
 ز اوج گنبد خاکستری عروس ختن
 چونوک نیزه پیرن ز خون نستین
 که از کربوه کسار سیل بنیان کن
 همه ز تندی و تیزی بکوه چون پازن
 نیافریده چو قلعه قادر دوا لمن
 برنج او همه چول باره بقا مستقن
 بیافریده کی آسمان ز دیم آهین
 هزار گنبد دوار گنجشش به سخن
 گزیده بهر حراست و رات حصار کن
 سطر ساعد و باریک صاق و زفت بدن
 و قح صورت و موین لبان و بین تن
 شتر از در کنش دو دست تا آرک
 چنان عزیز که عزمی درون خیل شمن
 چو لشکر اهل آن یاره را به پیرامن
 ز بهر زم فرو چیده عوم را داسن

بسهم و نایح و مصاصم و خشت دهره و شل
 به نیش و ناخن و چنگال و چوب سنگ و سفال
 زهر گزیده و زهر پیشه و زهر همیشه
 زهر ج و باره و ایوان و خاکریز و فضیل
 هم از میان گزین کردش هزار دلیز
 سوار گشت و سپه اندوشت داد بدژ
 ز نوک تاوک بهرام صولتان ملک
 بسی نرفت که از ترکمان لشکر شاه
 ز موی پیراهن یک جور دود آموید
 بسیار کرد آن روز مکه بگاه گزید
 بسیار پیاده که در جوئی جبر نجفت و هنوز
 ز لب گروید ز نورهای سحر خور
 هنوز لشکر آن مرز را بشورد دل
 از آن پس که زمین را فرو نشست خبار
 ملک پیاده شد و قبه سه اونی او
 گسیل کرد و به میمند و اند خود سپاه
 ز صد هزار هزاره یکی نماند بجای
 بسی نشد که ز منتان رسید و شیر سفید
 هوا چو دیده شایس سپاه گشت و شمشیر
 ز کار شاه به افغان خدار سید خیر
 گوازه راند به ستور خویش و از دل ریش
 نگفت زنی جنگ ساز رنگ کن
 ز خشم او دل دهنور برد میداد بجای

به تیر و نیزه و سرایش سیف و سام و زن
 برنده واره و سویان و گرز و پتک و سمن
 زهر سرای و زهر خانه و زهر برزن
 ز پشت و پیش برو شیب و الیسر و امین
 هزار بر زهره و پولاد پوش و تیغ آژن
 به بست راه شد آمد بران سپاه کشتن
 زمین محرکه شد کان سرخ بهرامن
 ز فوج افغان باوج چرخ شد شیون
 ز نیزه یکدیگر یک شکل پالان
 ز بیم جان و غم تن بتاخت نابه ختن
 بروی نمرود ز خدای چاک پیرامن
 ز لب گلوله خمپاره های تین دن
 هنوز مردم آن یوم را بنفوذ تن
 ز آب دیده آن جادوان دود افکن
 بهشتین فلک اندرین نجم پیرن
 سویی هزاره گره از برای دفع فتن
 کردی نگشت که قمار قید و بند و شکن
 فرو چکید بهزار از ابر قیصر آگن
 سپید پرچم حاصل بکوه و دشت و من
 ز کید و برخش از غم چکید اشک حزن
 فغان کشید بر و لیره گشت کای کون
 نگفت زنی ز رم تار عزم متن
 چنانکه دود به نیروی آتش از گلشن

ز چای جت بشد سوی مرزبان هری
 اگر ز جنگ گریزی ز تنگ می مگریزی
 چنان علاج گریزی که نیست راه گریزی
 گرفتیم آنکه توانی ز جنگ شیر گریخت
 ز چار سوی تو بر بسته اند راه گریزی
 بدین حصار که ما راست مرگه نه برد
 یکی بمان که به بنیم کار کرد سپهر
 حصار را ز پس پشت خود و قایه کنیم
 بویه گفت بدو کایت را می مستغرب
 بزرق می توانی بست باد در چنبر
 مگر حصار نه بنیان اوز آب و گلست
 چو مایگان بگره چید از غضب دستور
 که گریزی توانی ز جنگ شه بگریزی
 میان آن دو تن اندر ستیزه بود هنوز
 طراق مقرر بگذشت از دو صد فرنگ
 در حصار برخ بست مرزبان هری
 ز در و لعل و زر و سیم و جوزق و جاوین
 ز برد و خیز و پندین قائم و سیف و
 رمی بداد و بصاع و رمی بداد به باغ
 موالیان ملک را هر آنچه بد به هرات
 ندا کنند ز هر گوشه تا مدافع را
 چند بوته اگر احوال است اگر احوال
 ز بیل و بیلک و شمشیر و خنجر و خنجر

که بان جان و میندالچین را به لجن
 روی چکونه بدین مسکنت ازین مسکن
 نه کلاغ و کبوتر که بر پری زد کن
 گریختن نتوانی ز شاه شیر اوژن
 تو اهل خانه مندرین نهاده بر کردن
 نه در ز جامه که در وی فرو رود در زن
 بود که متفق آید ستاره ریمین
 ز پیش باده برانیم باره بر دشمن
 بناله گفت بدو کایت گفت مستحق
 بکیدی می توانی سود آب در هاون
 چنان درنگ کن پیش سیل بنیان کن
 چو پشت تیغ بکاژ ابروان فلند شکن
 و گرنه رنج میندزد و گنج پراکن
 که بانگ بوق بیهوق بر شد از بران
 غبار مهر که بردفت تاد و صد جو جن
 کشاد فضل و برون ریخت گوهر از خنجر
 ز نقد عیس و جو و کاه و گندم و ایلان
 ز طوق و یاره و خنجر و عقد و او رنجن
 رمی بداد به کیل و رمی بداد به من
 گرفت و برد بزدان و بر نهاد رسن
 برون شوند ز شهر هری چه مرد و چه زن
 دید ز کینه اگر الکن است اگر از کن
 بر رخ و ناوک و گویال و گرده و کزن

چو مرزبان هری را بهانه شد سپری
 ز جنگ مدتی آسوده کامران بوده
 بهار آمده وی رفته خاطر آسوده
 بجای ابریکسار پشته پشته گیاه
 فضای باغ معنیز انجوان و عرار
 دمن چو روضه خضر از برگ سینبر
 تنگست ساغر پیمان و از خمار غرور
 بیاره بر دسر اندر دوباره همچو کشف
 ملک ز خشم تو بنید و لب گزید و گزید
 بهش ز خشم و خشم آل گشته چوں لاله
 مثال داد که از هر کرانه پره زنند
 چهار برج زندان چهار سوی حصار
 درون هر یک گردان کین کنند و زنند
 مگر که باره شود رخنه رخنه چوں غراب
 در افکند به دژ تیر چرخ و شمشیر
 شگرف کنده آن باره را بیدار آیند
 بر زبان هری تنگ شد جهان فراخ
 سفیر آمد و سوگند خورد و لایه نمود
 که مرزبان هری یابد از شاه امان
 نه از سفیر نیز یافت آنچه گفت و نهفت
 سفیر رفت و نگردد آنچه گفت بکد و نهفت
 ره جدال نمود و در لوال کشت و
 بروز چارم برگشت و دید بان ملک

سفیر آمد و بگذشت دور حلیت و فن
 کشیده ظل امان و چشیده طعم پس
 ز درد برد و عذاب حمل و سخن سخن
 بجای برف بگلزار توده توده سمن
 هوای راغ معطر ز ضمیران و ترن
 چین چو بقیه بیض از شاخ نسرون
 دلش بسینه بخشید همچو باده بدن
 بچاره تیر فلکندن گرفت چوں بسین
 سنا گنار سپاهی قرینه باقارن
 همش ز قهر دوح سرخ گشته چوں روین
 بشهرند هری از چهار جانب و جن
 هزار بار زنه باره سپهر اتفاق
 شراره بردم آن بارهای مهره فلک
 مگر که قلعه شود تفتنه تفتنه چوں اثر کن
 بر آوردند عدو را دمار از میهن
 بلای و نوش و نی و مال و خا و فاشه و تن
 چو کام اثر در بهمن ربای بر بهمن
 چنانکه شغل شقیع است و رسم بابیزان
 سپس بر پایتخت شه آرام از ماسن
 برو گماشت یقینی همه فراست و فن
 بماند از هر فیض و دشمنان پیرب سخن
 گهر به طشت بخت شود و سیم و زر به لکن
 به شه چو نگی آورد کار شد روشن

بد و سرود که ای تند خشم کند زبان
 مرا بیاویکی چاره آمده است شگرف
 شنیده ام که سفیری ز انگلیس خدای
 شگرف دالیش و بسیار دانی اندک حرف
 کنون بسوی سفیر از پی شفاعت خویش
 و سجده بگمار و رسیده بهنگار
 پیام رساند ملک گشته وقت باک هر می
 نه قند چار بهانه بجای نه کابل
 ز حدیج کجاست سر دلی شود ز نیر و نیر
 نه ملک پو نه پانده بجای نه سمیلا
 همه بنادر بندر و سستان کند و بیان
 هزار جان کند اندر فتکار پور شکار
 تو گر نیایی و ما را ز بند نهایی
 و برین گرانه بشاه جهان پیام فرست
 که حضور اید ما را جزای خیر فرست
 نگردد به دولت ما در گذر ز دولت ما
 کرم حیات و هیلی نیکسایان بهرات بگیر
 بشیر طائر که سفیری ز انگلیس خدای
 ز ما به رسیده بان چرب و شیرین
 و بسکه موئی اقبال اشک آه و اسف
 بر دانه بان ملک از گشت خاطر گرم
 بری برید فرستاده و در رسید سفیر
 زبان موافق گوی و روان مخالف جوی

عبت بخیره میاشوب بر کوب و قن
 که تازه گردد از و جان جادوی جودن
 دو سال رفت که سوئی آمار زند
 دراز نکرت و کوته میان و چرب سخن
 بعجز و لاله و تیار و آه و محنت ورن
 فروغ صدق بجوی در دروغ مزین
 عثمان خورشید نگردد مگر بملک و کن
 نه با میان نه لاهور نه غزنه نه پیرون
 زویر جات کیوان رود غریب و غزن
 نه سوننات و نه کجرات نه سرنگ پتن
 چه میثی چه بنارس چه مچلی چه دمن
 ز خون روان کند اندر پیا پور جوان
 ز کاخ و کوخ هری بر مواز و دوزن
 بعجز و لاله و لوشابه و فریب و شکن
 کت از خدای بنیکی رساد پا داشتن
 مراد رحمت از اربان به رحمت و من
 در شت رحمت بستان و پنج قمر کین
 شود به نزد و ما از بهرم با پیران
 و به و و به به قدیس بختان و سخن
 ز بسکه ناز و فریاد و یو و بند و شکن
 از رات کرده به تنگنای بند و شکن
 دو گونه حال مقال دور و پیر و سخن
 بیا نشو به خاطر گمانش سائر خلق

در حضور دیو طبعان ز پی رو پوش چشم
 چوں سکندر بستن نذر دل خیال روم و روس
 گاه در عین صال از داغ بجران سوختن
 مار زلف شالیدان اراندن از فردوس دل
 قاصد غمناست این آبی که خیزد از درون
 چوں جال خواجه که صبح ازل روشنتر است
 زیور خلدند آل مصطفی وز مهرشان
 بی سفینه لوح گر عالم پراز جودی شود
 خواجه بخشد از اشارت شفقت بو علی
 چشم مست پر چوں بی باده مستیها کند
 صاحب دیوان تواند در میان بار عام
 پیش احمد خاش گویاست لیکن بایست
 گوش همچو خواجه بدی هر چه را آری بدست
 خود بگو جز تلخیهای چسبیت حاصل بجز را
 ابر با این تیره رخساری که پوشد روی روز
 خواجه شوازل که یابی معنی و راستگی
 یک سوال است از سر انصاف میسر هم ز تو
 بایست بردل نیست سایه دیوار حرص
 خواجه بر گنجی سندیان تو بردل می بینی
 تونداری چشم حق بین کم گن این چون و چرا
 از تنب حسرت قتادی درین گفتار زشت
 جان سستت بر تابد بار سختیهای عشق
 زشت باشد بالباس کاغذین رفتن در آب

سر که گردن می در دل شکرستان داشت
 روی گریاس سراق زی خراسان داشت
 که نشاء وصل اندر عین بجران داشت
 زشت باشد خلد را دلیز شیطان داشت
 عیشمارد نمانی آه پنهان داشت
 یک جهان خورشید باید در گریبان داشت
 دیده باید جنبت دل باغ رضوان داشت
 چشم آزادی خطا باشد ز طوفان داشت
 اقامه باید در گلاز خوان لقمان داشت
 چشم را باید در و در دیده حیران داشت
 رازها با خواجه بی تذکار و بتیان داشت
 علم حیدر صدق بود ز زهد سلمان داشت
 تا بهمان باری بخویش و غیر آسان داشت
 زین گهر پروردن زمین درو مرغان داشت
 مردم چشمش نهان لاز با را داشت
 پس بدانی حکمت ملک فراوان داشت
 دهر را آباد خوشتر یا که ویران داشت
 ورنه باکی نیست پر گل کلخ و ایوان داشت
 فرق دارد جان این داشتن زان داشت
 خواجه اقصی نباشد زان دو چندان داشت
 داروی تنبش تا کی تنگ نهیای داشت
 پیک پولاد است نتوان شیشه سندان داشت
 رخت خود فرسودن آنکه چشم تاوان داشت

بنور خویش بود آفتاب عالم گیر
 عیان شود خطر آدمی ز رنج خطیر
 ستایش تو بملک هری بدای ماند
 ز فتح مکه نگوید کسی شنای رسول
 یاب و تاب گمراهی نهند سپاس
 ثنا کنند در خشنده شمع را بفروغ
 تو عزم خویش همی خواستی نمود عیان
 هری گرفت نمی خواستم ز بهر خراج
 چو هست عزم جهانگیر گو مباش هری
 بحیله که حد و کردنی مباش دژم
 حدیث صلح صدیقیه را ببو سفیان
 بهال حکایت صفین بخوان و حلیه عمرو
 نه برتری ز پیهر بهاش و لاتیاس
 بدین قصیده عزایگی به بین ملکا
 شش بود بجاها تا حدیث و عدد و باب
 بزور خویش بود شیر غاب صید افکن
 که تا نسوزد یو بر بخیزد از چندان
 که ناکسی بستاید اولیس را بقرن
 شنای او همه از حسن سیرتست و سنن
 نرین قبل که بجا در است یا بعدن
 نزدیکه هست مرا و از زرد و سیم لکن
 بخبروان جهانگیر و بهتران ز من
 که صد خراج هری باشدت کبیر داشتن
 نه آخرش همه فرزند کردی و فرزن
 که کار خنجر برنده ناید از سوسن
 یکی بخوان و پروا ز دل ز رنج و محن
 که کرد آهمنه غنچ و دلال و عشوه و شن
 نه بهتری ز محمد بجان و لا تحزن
 که با قبول تو گیتی نیز ز دش به دشمن
 سمر بود بزبان تا و داد نل و دمن

دوام ملک خداوند تا هزاران اند

بقای نجات شهنشاه تا هزاران دن

در مح جناب حاجی میرزا آقاسی طاب ثراه گوید

عید دانی چیست لب چو عید خندان داشتن
 جان هم از جانان بود کت داده تا قربان کنی
 لب کمالی نیست قربانی نمودن بهر عید
 عشق دانی چیست لب پر خنده کردن نزد خلق
 خد خندان جان نثار راه جانان داشتن
 به قربان هم نباید منت از جان داشتن
 عید را باید پیای دوست تباران داشتن
 بخبر از آه و افغان آه و افغان داشتن

عقل گفتا شرط تقیر است اما کما داشتن
گفت باید خواج را مهال برین خوا داشتن
بر یکی ازین چو مرغ خانه مهال داشتن
شبلی اینسان می نشاید عشق بیزوال داشتن
شکر با نند عشق حق با عشق سلطان داشتن
عکس عکس را خود از هم فرق نتوان داشتن
اینکلیس برهال گرت بایست برهال داشتن
در بدستی جا بنه افلاک جولان داشتن
کز دو چشم افکندیش ز رخسار داشتن
در یکی گز آستین دمد کبر عمال داشتن
عاز نایده متر ازین ملک ابراس داشتن
بسی خطره چیز دولا برین قدر حاصل داشتن
نیست چیا اینهمه گوهر بد اما داشتن
نیم تنی را از حرامه لفظ عریا داشتن
ای خبیثه مطلقا مرض است حمال داشتن

هم میگفت ار قدر خواهد شود شبش پدید
در تنور پر خ بخت از قرص خورنانی قضا
عقل گفتا هر دو گیتی را نشاید ای فقیر
راز گوید با خدا در آرد پام بار عام
تا نگونی هم خدا را خواهد و هم شاه را
عکس حق را بنید اندر آینه رخسار شاه
مصطفی افرمود شاه دادگر سایه خداست
ای خداوند یکیه جز شخص تو دارو هیچکس
نگرس از زردی و بیماری همه گیر دست
دست بودت را بنمایم که دافهم عزیز است
رایت فرماندهی بر قبه افلاک زین
خیمای شک نمبر داری از افلاک زین
چرخ ششم مادی مانا ز مداران
بله زبال راز و کینتی گو که همانا سر آینه
تو دودانی کا قاتی بجز نه تو بیدار

خود تو نه زبانی چوین دعا گویم ترا
ازین آستان بختیاست و دل بفرمان داشتن

در معنی حسن شده گوید

رود آموخت چوین اشک چوین ای من
اردی عشق من زان شد وین عجب کاذب نزان
دیدن اشک ریز و سینه من شعله خیز
بر غیر دخته ام از دل شلفتی زانند هست
رنگ سچوین شد زین از چشم خون پالای من
لاله میروید دام از رنگس شهلا می من
در میان آب آتش لا جرم ما و ای من
ز غم فرا رنگ از حوادث سیکول سیمای من

کوش تا چون خواجه مترنای پای گردی معرفت
 ابر رحمت چون بیار و بهر جذب فیض او
 بایست چون خواجه اول علمها را سر بسهر
 ورنه بس آساں ترک کاریت بی کسب علوم
 یا چون موز و ناں ناقص بهر چند بس آفرین
 و ز دیست این غنا کنز موش طبعی هر زمان
 گهر را کنز زند و استالوح دل باشد سیاه
 نفس دانش شور با کن نقش دانش را که مرد
 در دوتی هر چه بینی یک حقیقت پیش نیست
 کلک قدرت نقش هر چیزی بهر چیزی نگاشت
 می بجنباند چو کودک جمله را در مهر طبع
 خاک اینها ازاں جنبش دید صد چاشنی
 از خم جام فلاطونی شراب هوش نوش
 پاک باید دل تن را آوده باشد پاک نیست
 صورت قبر بیا و آور که دانی میتوان
 گفت عیسی را یکی نکلین چرا داری بدن
 قبض و بطی کن خیالت می بزیاید روز و شب
 با خیال دوست نگر روی زشت اهر من
 شکوه کم کن از جهان ناز و بر آسانی که مام
 خوشترین کاریت مح خواجه باید نویسی را
 غوث ملت حاجی آقاسی که خواهد عفو او
 ماه را چون تار کتال هر سر مره عدل او
 خامه اش یک شبر نی کمتر بود وین مجرب است

وز بهار فیض در دل صد گلستان داشتن
 روح باید نشسته چون ریگ بیاباں داشتن
 گرد کردن زان پس بر طاق نیباں داشتن
 آه چون عارف کشیدن ذکر عرفاں داشتن
 نقد حال دیگران را زیب دیواں داشتن
 و انهای غیر ز دیدن و رانباں داشتن
 سودمند غالباً میک ز قرآن داشتن
 شمش آید در غل بصت چو صبیلاں داشتن
 کت نماید مختلف زین نقش الوان داشتن
 ورنه چو بی را نشاید شکل ثعبان داشتن
 تا بدان جنبش را باید ز نقصاں داشتن
 تا تواند حاصل از وی قوت حیواں داشتن
 کار و دنان است حکمتهای یوناں داشتن
 زانکه در ظلمات باید آب حیواں داشتن
 در سواد کفر پنهان نور ایمان داشتن
 گفت باید روح پاک از کفر خذال داشتن
 چند باید نام شاں فرووش نیراں داشتن
 تا بدانی میتوان در دیو علماں داشتن
 طفل را از شیر گیر و وقت دندان داشتن
 چو صد دایم بدش گوهر افشاں داشتن
 خلق را هر ساعتی یک هر عصیاں داشتن
 تن بکا بد تا بداند رسم کتاں داشتن
 شبر کی فی را بیک عالم نگهبان داشتن

بدرگفتا خویش را بارای شه کردم قرین
 نیزگفتا خویش را خاتم و پیر شهر یار
 زمره گفتا مطرب خسرو ستودم خویش را
 مهرگفتا خویش را خواندم بهال رای شاه
 ترک کرد و دل گفت خواندم خویش را در خیم شاه
 مشهوری گشتا بلبیبه ستم و در آن روز را
 گفت کردان خویش را خواندم بهال در میان شاه
 هر یکی از آن روزم و بزم شه گفتا مرد و شاه
 تیغ شه گفتا بهنگی بجز مرجم ها در دست
 بزم شه گفتا هم از آنی بنیال را به دست
 کوش شه گفتا هم آن بهیشت شه را به دست
 خنجر شه گفتا هم مستقیم از آمدن شه است
 نیز شه گفتا هم از آنی بنیال را به دست
 گرز شه گفتا هم آن کوه را به دست
 خود شه گفتا هم آن پل را به دست
 در دست شه گفتا هم آن کوه را به دست
 فنگ شه گفتا هم آن شید را به دست
 رایت شه گفتا هم آن آب است شه به دست
 بزم شه گفتا هم آن مرد و سل و ساغر سلیمیل
 دست شه گفتا هم آن ابر بنیانی که هست
 جام دارا گفت ما را کوثرم زانو که هست
 رای شه گفتا هم موی و خشم سامری
 ملک شه گفتا هم اسکندر صا جعفران

هر چه ناقص بکفر ز انشود اجزای
 خنجر زانو و پادشاهش شود اجزای
 زال سبب رجعت منور شد باواضرای
 منکشف گردان شود چهر همان آرای
 درخومت مشهور ز انشد کوب رخسای
 زال ندارد و بیچ و نا گوش بر انشای
 بخش آب گشت زانو و دست با انشای
 طرفه نظمی لغز تر زمین گفته خدای
 عظم اعدا طعمه و دست ملک در پای
 از دای پای زینت بخش با انشای
 کاسه مال در گوش دارد بهیشت آوای
 قول خشم شاه علاج درد استغای
 آفتابان در شفق شمرنگ آوای
 بهر برادر به پاد شه مایه ای
 آفتابان در شفق شمرنگ آوای
 حلقه اندر دانه پادشاه در پای
 نرپی جوانان در دانه پادشاه در پای
 طره رخسار نصرت بهر پادشاه
 ساقیان غلمان سوری طلقان خورای
 بحر را خنجر نئی از منت و الای
 بزم عشرت نیز خسرو جنت الما وای
 تاجه گوید سحر او با معجزه بیضای
 نقش من ظلمات و آب زندگی عنای

برندام گاهی از مستی عجب ترکز الم
هر شره خاریست در چشم عجب کایں خاها
نجم مانا بپاداشن از آل افر وخته است
من بهال دانای رطالین فکرم کامه است
تاچه شد یارب که زد مهر خوشی بر دهن
من بهال لقا طلقان با صافی گوهرم
من بهال پیغمبر باب نظم کز عذر
تاچه یارب حواین اعدا گشته اند
تیره تر گشته است بزم دین عجب کز سوز دل
لؤلؤ لالاست نظم آوا کز بکین چرخ
بهر جامی منت از سافی چرا بایک کشید
طالع شوم بصد بختری ترش کرده است دی
این شل تشنیده خود کرده را تدبیر نیست
آبرویم ریخت دل از لبس بهر سویم کشید
دهر بر من وز خست از گفت حرمان شاه
شاه شیر او زن جن شه آنکه گوید نه سپهر
آنکه فرماید من آنکو فرستد زیر خاک
من بهال هوشنگ طهورت نزاوم کامداست
روید از دشت و غایم لاله احرر هنوز
خاک کافرد بود تاگا و ماهی سرخ رنگ
تاچه اعجاز است این یارب که نامبخار خضم
هر که بنید حشر را دانکه جز باز سچ نیست
آسمان گفتا بر آمد زهره ام از نیم شاه

کهر با نگرست سقلانی صفت اعضای من
سالمند از موج اشک چشم طوفان ای من
دوزخی از دل شرار آه بی پروای من
در تن معنی رواں از منطق گویای من
طوطی شیرین زبان طبع شکر خای من
تاچه ابر بهال رود اکنون بسو قسطای من
پشت پامیزد کچرخ سقله استغضای من
چیره بر نفس سلیم عیسوی آسای من
روز و شب چون سمع میوزد ز ستر پای من
کم بهاتر از خرف شد لؤلؤ لالای من
چشم من جامت اشک لعل گول صبا ی من
تا مگر از جهان شیرین بشکند صفای من
تاچه امین رسد زین کرده بیجای من
ای دریغا بردزد خانگی کالای من
وای گر بر من بد نیال بگذرد عجبای من
خفته در ظل ظلیل رایت اعلامی من
آفرین بر آفرین چنگیز بر یاسای من
غرقد در غول اسیر من از خنجر برای من
از شقایق رنگ خون بدش اعدای من
تا انداز نشتر خون خشم بی پروای من
شکل جوزا کرد از تیغ هلال آسای من
شورش بازار او با شورش میجای من
نیست بی تقدیر علت گونه خضرای من

کای شب فی کلیم چون پیش اندر آستین
دیدم یار میر سدا دور خان آتشین
جعدش یک جال شکن زلفش یک سپر چین
لعلش یک یمن خفین اما با شکر مجین
زیر کمرش کوه سال شکل سر بر زین
راست چو نقش نصرت از ایت پور آبتین
گفتی در دو چشم او شیر زیاں بود کبین
هر چه فریب رنگ و فن بود بچشم او ضمین
اغل تو پیست گفتی شادی یک جال حزن
کت برواں جان من باد هزارت آفرین
شرقی زین حکا قلم پر بدخس و گزین

آنکه بر آستان او بوسه همی دهد بنال
آنکه بخاک راه او سجده همی برد نکین

در مدح شجاع السلطنه مخدوم حسن علی میرزا گوید

در گوهر الماس گوی لعل مصفا ریخته
در ساعن سحاب سال گوگرد حصرا ریخته
زانش جلال انگینته در جرعه دریا ریخته
اندر لال یک شبه عقد ثریا ریخته
در بزم چوں خلد برین طرح دلآرا ریخته
ز تخیر ما بر پایی غم از موج صهبا ریخته
با هم بطرح مشوره طرح مواسا ریخته
طرح نشاط از هر طرف در بزم دارا ریخته

ماند چو من دو چشم من خیره ز فطر روشنی
چون سوی او پس از وله نیکو بنگر لستم
چشمش یک تار فن چهرش یک بهار گل
قدش یک چمن نهال اما بر سرش ارم
نازک چو خیال من نقش میانش در کمر
آیت حسن و دلبری از خم طره اش عیاں
بسکه میباید جان شکر چشمش در گنگاه
هر چه بچرخ و پیچ و خم بود بزل اف او نهال
چشم بر جمال او روشن گشت و گفتش
گفتش ای بد بخت رخ اهل او صر جابا
واید و خیره مانده ام ناچیز دم جواب اگر

عید است و ساقی در قح صهبا زینار ریخته
کرده پی اکبر جان و طلق زرنیخ روان
آب از سراب انگینته آتش ز آب انگینته
می نوچیزن در شر به زان موج غم تبه
پیمانه کاس من معین عذرا عذاراں حور عین
مجلس خوبی چوں ارم زین پیاله جام جم
دف بر شبیه دایره جیبش صد چنبره
خدا گران بر لبه صف چنگ چنگ و نای دف

خسرو اگر چند روزی گشتم از درگاه دور
گر نادانی ز من دانی گناهی سرزده است
همری با ناظر منظور بد منظور از آنک
در گناهی در تحقیقت نیست تشنه یقیم درست
در بیانی و اورا چندانکه گوید روزگار
بهر آید بدنت دوران تن فرسای من

فی المدیحه

دوش که شاه اختران دالی چرخ چارمین
من ز پس نماز فرض اندر خانه خدا
کردم ز می سرای خود میل و زدم قدم برین
چشم بیای و پاپره نرم گرای و کند رو
گاه هوای فال و فرقه بخیال سیم و زر
نفس بکمر و شال تن بهوای آب و نان
زمره هر دم بلب از پی جام پیر زنی
کایا آن فرشته خود چه مکانش گفتگو
حالی از دو چهر او و او دو کند خنم بخنم
بایس دگر چه بگذرد بستر خواب گستر و
آنکه از غضب همراه هر سو شود به تن
غیرت عصمت بدان دارد تا کشم بخون
باری بس خیالها بگذشت اندر دم بدل
طیره هنوز من در آن اول شب که ناگهم
در شب تیره ای عجب بنمود آفتاب رو

که در زواج آسمان بیای بهرگز زمین
بر آنجی که وارداست از در شرع و راه دین
گشته چنان بکوه و در که به بسیار و گشته
دل بخیال و که بکه تفته و در هم و غمین
گاه اندیشه خلر گاهی فکر ت و فین
دل بوصول و لسان لب بخیال رمانکین
و سوسه بچدم بدل از غم یار بازین
ایدر با که هم نفش آید و با که هم نشین
چند شاخ کنیمال بویید برگ یا سیمین
تا افه اش خواب که تن در آن بلا می دین
با چو سندان گسسته هم راست بر پیر لپ سنین
لاشه خود زیر غم پیکر او به تیغ کین
تا بگذشت ساعتی ز اول شب بهان بین
گشت زخم کوچه طالع صبح دو یسین
گر چه بر آفتاب فی کثر دم هیچکده قرین

از سده ات نازان میں بر سدره عرش سین
 تیغت بخون آبستنی وز خون کنارش گشتی
 کلکت کشیده است از رقم بر نقش انگلیوں قلم
 زان مندی دریا نشین تیر فلک و زلت گزین
 ماری بود خوش خال و خط بر روی زهر رنگی نقط
 مشک آوزند از ملک چین و رفته در مغرب زمین
 که رفته در بند نشان آلوده از عنبر دیاں
 روزی که از گرد سپه جلباب بند و نهرومه
 هامون شود آملون خول صحر شود سچون خول
 اندر زین ست فلک بر آتش افشانند شک
 پولاد سنجان دروغا بر باره پولاد حسا
 سنگام رزم از هر کمال گردوز شیخ و نقشان
 هر صادم مندی نسب پوشند تن چینی سلب
 چو تو بروں آئی ز صف کت بر آب خنجر بخت
 از خول خضم بوالهول جاری کند رودارس
 هر کس بی اخذ بقا کالا قشاند دروغا
 ای جنگ کردوں مرکت بفرست زان در مکت
 مانا برگ ناگهان تیغت بود جان در میان
 با منت ای دادگر دریای اعظم در نظر
 پیرافرو دین بر ری کردی چو حسن عبیدی
 هم یار در آتشکده آراستی جشن سده
 در شش طراز اسال هم دادی طراز جشن جم
 ساغر می اندوخته کند رکنیدر سوخته

بر فرهات جان آفرین فر موفا ریخته
 صد رود خول از هر تنی روز محیا ریخته
 در قالب موتی از دم روح معالی ریخته
 سر پرده اندر آستین گوهر ز شبنم ریخته
 در کام خصال بی غلط زهر آشکارا ریخته
 شک مغال آورده بین در چین طعنا ریخته
 طوطی صفت در کام جان شکر ز آوا ریخته
 گردوز هر سو خاک ره در چشم مینا ریخته
 وز هر جنت بخون بر خاک و خارا ریخته
 سیاه در گوش ملک مینی ز هر ریخته
 هر یک مندی از دها خول پل بالا ریخته
 خول از تن قربانیاں چو عبید زنجی ریخته
 ناری شود ذات لعل بر گشت جانها ریخته
 بر جهر چو بامت کلف از گرد عنبر ریخته
 تیغت که اندر یکض صد خون به تنها ریخته
 از ابلیخ خضم و غا جان جامی کالا ریخته
 پر طور جانها کوکت نور خجالی ریخته
 که کیش بگرفته جان خویش متعاجا ریخته
 آبی ست اندر رگداز مشک ستا ریخته
 ز می ملک خود را ندی زری طرح تماشا ریخته
 از قمر نار موصده بر جان اعدا ریخته
 در کام جانها از کرم نقل مینا ریخته
 در مجمره افروخته عود مطرا ریخته

دارای اسکندر حشم بهوشنگ طهورث خدم
کز ابرکف گاه کرم لولوی لالارنجسته

مطلع ثانی

صبح است و بر طرف خوست عمارنجسته
شنگرف بر قرطاس بین بجاده به الماس بین
نیج حشر پرتاب شد نجم از فلک پرتاب شد
افراخت فردوس علم شد لشکری منبرم
یا خوان شب ناگهان کز وی سواد شد عین
یانی شجاع اسلطنه چون شیر دشت از جزم
آنکوز تیغ جانتان و آنکوز قدر سیکران
رخش چو ماری جانگزه آتش نشان چو آرد با
تبعش سمندر طبعی طوسی بهندی فطرتی
آتش دل پولاد رنگ و آنکه بهیات چو لکج
اقبال دولت شایسته تا بید نصرت عاشقش
همه نور اکب نیست این چو کوسه از هر سو جان
ناله ای نالی باروز خودش شکوفه لطف بر
همه پایش از دانشوری بر فرق مهر و شتری
رخش قبل و شمنان باز هر آوده سنان
دفعه دریا شد عین بر خلیت خود معترف
میشد بال آساستی از لطف چو بیضاستی
در عیش انعام مقام افتاد بر خاک عدم
ای حرز جانانام تو دور طرب ایام تو

یا اطلس چینی فلک بر فرش دیوارنجسته
گرد و مروطاس پس یاقوت حصارنجسته
زال ز به شباب شد روز زهره صفرارنجسته
صبح از شفق آتش رزم بر دفع سرمارنجسته
از لشتر خور آسمان بر دفع سودارنجسته
خون دلیران یک تنه زد دشت هیجارجسته
هم خون سلطان سلطان هم آب لغزارنجسته
بر یک پیغمبر و غار زان ز هر افغانی رنجسته
رومی ز کانی پیتی آتش ز اعضا رنجسته
وز فرق چالان یک بیک خون پل بالا رنجسته
پوسته اندک و آتش بر روی عذر رنجسته
چو شمع بر شمع بر شمع بر شمع رنجسته
پوسته در شانش قدر باغ دیوارنجسته
هم آب ابرازی از طبع والا رنجسته
لیکن کلام دوستان زان ز هر حلوارنجسته
تا شد لالی ز ابرکف شتر قبا و عزبا رنجسته
بر جش تن اعداستی زان شکل جوزا رنجسته
چونانکه از طاق حرم شد لالت عری رنجسته
دست فلک جام تو شهید مصفی رنجسته

بود اگر بطوس دراز در اهر من شکر
 شاه بطوس اندرون و درید ریخت خون
 رستم بی ز خستگی تافت ز روی تن عیان
 گفت که شیت کار گر تیر و سنانش بر بدن
 هان کجاست روی تن تار و تیغ پادشاه
 ای شاه آسمان تشم کار کشای ملک جم
 چرخ پیش موکت غاشیه برکت کشد
 خشم تو مار جانگر آینه تو آتشین قبا
 تان چو مرکز آسمان بر آید خود
 فی القلم که آسمان پیش تو است نقطه سمان
 پادشاهی ترا صرد و دره بقیع از رخ نه
 دست که بریده اند که بر خیزد بر دست
 مهره بخت و دل که تان در دین داد کش
 رخت پیش تو بر آید که بر خیزد بر دست
 مهره شرم رانی تو از عرق جبین تو
 خشم تو که در دین تان از آتش تو
 پادشاه جیب تو چو لاله تان تو دم زار
 لبیک بای آتش تان آسمان زشتی تو
 جنس مهر کجا بر پیش تو که غیاور و
 تا که نجات هر تنی هست ز دین احمدی
 باد مخالف ترا غی و ضلال بود سب
 چهره دوستان تو گونه و دشمنان تو
 این ز فخر منصفی وان زالم منصفی

تا بحسام سامیل زود نمودش اسپری
 هر که ز طالع زبون کرد ز کینه اثری
 بر لب رود بر منند با همه دلاوری
 زانکه نموده بر تنش زار و دشت ساری
 کالبدش زره شود با همه روی پیکری
 داور کشور عجم وارث تاج نوری
 ماه نوت شود عذران چرخ کند نگاری
 شهنش تو پوششنگ ساجین چرا نگه تری
 ز اول شکل خوشن خاست پهن کرسی
 وز پی صو یان تو کرد و چو گو بدوری
 که کینه ملک شهنش شمنت بر پناه سجری
 طبع همیت از هم رنجه بحاب آوری
 نایر میاید شهنش داور قزاق بشهری
 لباس از دل بدو از او نشود سیف تری
 خرقه به کی چارین اگر کند شتاوری
 چو که خوار آگه اندازد حرکات سامری
 نیست عجب گرازش خضر کند بر نوری
 چو که شود از صرحت هم زو آتش تری
 دانی کاندین بلندنگ شد است شاعری
 تا که صفای هر دلی هست ز مهر جبری
 باد موافق ترا جا و مقام بودری

بانی بخت بختین سال دیگر طرح دین
ای شاه قادیانی منم خاقانی ثانی منم
اکنون منم در شاعری قائم مقام عصری
تا هست ازین اشعار تر در صفحه گیتی اثر
فرخنده باو فال تو پاینده ماه و سال تو
از نصرت جان آفرین اندر بخارا ریخته
نی آب خاقانی منم زین نظم عزرا ریخته
از نقش الفاظ داری پیرنگ معنی ریخته
هر دم از و گنج و گهر در سمع دانا ریخته
نور داری بر حال تو ز اسماء حسنی ریخته

کاخ ریاست منزلت بزم کباست محفلت
نفی کرامت بردت ایزد تقالی ریخته

در ستایش شیخ السلطنه حسن علی میرزا فرهاد

دوش درآمد از دم آن نه برج دلبری
از دو گنبد گیسواں وز دو کمان ابرو ابل
گر به دوزلفگان او شاه طغیان نظر کند
ساعت صاف چون من عارض نرچو یا سمن
ماه فلک روی او خاک نشین کوی او
غیرت سرو یا سمن آفت جان مردون
گفت که اسی اسیر تیغ شسته محنت و کرب
شکوه بر آید غم ز حال پیش سکندر جهان
شاه جهان حسن علی فارس عرصه یی
آنکه بگاه چشمش شمس نموده چشمه
و آنکه چو یور آبتین کرده زگر ز کاو سر
هنوی چرخ رام او شیر فلک بدام او
نش زارتش اگر قبله خاص عام شد
رونی روز و برش همچو غلام خلجی
شود بر آسمان سرم از در ذره پردازی
بشد دست چاه و دال دود چرخ چمبری
همچو کبوتران زند پرور او کبوتری
مقدمت و برهن رشک بتان آوری
سنگ سبز موی او بسته رواج عنبری
غار غفلت و هوش من حسرت ماه و مشتری
چند پیچیده قیاس پایه مرگ بر پیر سی
تانه خوری ز بیم جان به قدری سکندی
غازی و شست پردی مهر سپهر سروری
و آنکه به بزم شمعش کرده حال ساعی
مغز سروده آک را طعمه مار جیری
ملک فلک بجام او بر یکش بهادری
خاک سراسی شاه بین معبد آدم و پری
زنگی شام برورش همچو سپاه بربری

قهر جا کاهش اگر گشتی مصور در جهان
 در کفش شمشیر لودی از دها گره از دها
 میزبان گشتی اجل چون پیش از بر خوان رزم
 گرسیم خلق او یکره وزیدی در جهان
 مرگ مانا زاده شمشیر گیاه سوزاوست
 نروم او اگر خواستی از روی حکمت پیل را
 هاشم الله که کسی ویراستودی درخت
 برود انهم طعن لحنی قال اینچ یک
 در دشت منظره اش میگشت معدن کهر
 بود از آن تکه کمان چون او اگر مانند او
 خنجرش اگر خواستی در روز بیجا خلق را
 گره بودی عفو او عیش ز روی انتقام
 حاجب مهرش اگر قرش نگشتی گاه گاه
 ملک خشمنا ناید آباد بودی ملک فارس
 مرزا که روی موفیق شهر بار ملک بخش
 در ترابوی ملک ایران این چنین
 بود چون حزم تو که حرم سکندر پایدار
 گشتی خونی جانی توید که قاتلی را
 گوشت خود کافرم که هیچ عمن بیش ازین
 می نبه در پارس ادی تا و را بخشد مراد
 شیر گردول را در افندی بگردن پالنگ
 حیدر صفدر که گریه اش میرفتی بخت
 گره بودی روزی بای عفو در میان

چنگ شیر و سهم پیل و سم ثعبان داشتی
 چون نهنگان جایگه در بحر عمان داشتی
 دیو و در انا بر وز حشر مهان داشتی
 سال و ماه و هفته گیتی را گلستان داشتی
 در نه چوین آلام و گیر مرگ در مان داشتی
 درد بان پشت تا حشر پنهان داشتی
 گرسخای چون سخای حق قائل داشتی
 بهیچ کهنه چاکرانش فضل و احسان داشتی
 نسبتی با جود او گره ابر یشمان داشتی
 مرگ کیسور نهان در پیش ترکان داشتی
 از لباس ندگی چون تویش عریان داشتی
 بر گوی به طناب از تار کتمان داشتی
 زینهار ارباب هیچ عاصی بهم خصمان داشتی
 از ازل گره چو تو سالاری نگهبان داشتی
 ملکی از معدن فروز باز ملک یشمان داشتی
 کافرم گره روس هرگز صفه ایران داشتی
 ویش تنگی یروز حشر ریایان داشتی
 داشتی حبطن در دل گره ایمان داشتی
 جایگه در ملک شیر از ازل و جان داشتی
 در نه کی بیچاره عزم یزد و کرمان داشتی
 چو تو در دل هر که مهر شیر یزدان داشتی
 از زبونی عرش را با فرش کیسان داشتی
 ضرب بازویش خلل در چارارکان داشتی

در مدح مقرب الخاقان معتمد الدوله منوچهر خان فرمایید

ماه من ماند لب سرو و اسر و جولان داشتی
 ماه بودی ماه اگر چو سرو بودی بزمین
 سرو من ماند باده و ماه من ماند لب سرو
 سرور را اند ببالا ماه را ماند بدخ
 سرو بودی سرو اگر با مژگان گفتی سخن
 گفتش سحر روان و خواندش ماه تمام
 تداوم و است مویش مشک رویش ماه اگر
 آفتابش خواند می فی گفتند که آفتاب
 پر نیل بودی بزمی بیکر شش کمر پیدای
 از فراق تو تنها مخبوت شدی کمرچ من
 با چو رخسار تو صادق بود در دعوی حسن
 گم نه کردی بدل سالار جهان تعمیر ملک
 در او آیتی سو پیرا نکه بر سودی بعرضش
 کی برودی ابرین انگشت جم انگشتی
 کوه بودی تو سنش گر کوه بودی ره نوز
 گاه خوفاش ز شیرش گفتی گر شیره شیر
 روزی بچا زنده پلیش خواندی گر زنده پیل
 تو سنش باده و زان استی اگر باد و زان
 اهل شرق و غرب گشتندی ز پانا فرق عرق
 خنجر خونریز او را خواندی رخساره برق
 قدرش از بودی شیم صدر ازل ساله راه

سرو من ماند مه ارمه ار ماه و شان داشتی
 سرو بودی سرو اگر چو ماه جولان داشتی
 سرو اگر مه مه اگر سرو و خرامان داشتی
 ماه اگر گفتی سرو و سرو اگر جان داشتی
 ماه بودی ماه اگر چاه ز نندان داشتی
 سرو اگر بودی کمان کش ماه خندان داشتی
 سرو بار و مشک بزمی ماه مژگان داشتی
 از نندان گوشت مشکین اف چون داشتی
 با همه زنی در لب چو سنت سندان داشتی
 جان بریای جسم عریا چشم گریان داشتی
 هر که چو لب لبتین قنوت دوبریان داشتی
 ملک شهر را شورش حسن تو ویران داشتی
 چرخ چارم گم شیب نور شیدا یان داشتی
 آتشی گم آتشی پیرا دانا سلیمان داشتی
 برق بودی خنجرش گر برق باران داشتی
 از سنان چنگال از شمشیر دندان داشتی
 از کند جهانستان خرطوم پیا داشتی
 جنبش برق و شکوه کوه و شهلا داشتی
 گر سبایی چون عدویش چشم گریان داشتی
 برق اگر چو ابر موج انگیز طوفان داشتی
 برتری از منظر حبیب و کیوان داشتی

سیاهی خانه کن را اختیار آنجن دادی
 نه این زلفت همان هند که دل دزدیدی زهر سو
 نه این زلفت همان سرن که میزد راه مردوزن
 نه این زلفت همان زنگی کش ازرق است تشنگی
 نه این زلفت همان کافر که بروی دین دل یکسر
 نه این زلفت همان شیطان که خصمی اشت با ایمن
 نه این زلفت همان زاری کزو ویرانه سرباغی
 گره کردی چو مشت پهلوان زلف مشکین را
 الا ای زلف خم در خم چیرائی این چنین در هم
 گهی بر مرزوی پهلوی با گل گزشتی خو
 زبس چنین و گره داری بتن مانا زره داری
 نه داری از چه برگنج لالی پاسبان گشتی
 نه طاقوی چرا بر ساحت جنت قدم سودی
 تو خود یک مشت مواظرون نه ای زلف جبرانم
 همانا ناله چینی بهمتی زیر هر چینی
 زموی آنچنین بونی مراب الله شکفت آید
 کی استغفر الله شک بان بونی و این نکبت
 نه برگز حاش الله خیمه ان پس طیب بن طیبیت
 علی الله عارض و رجنان یسربان زینت
 نیاید از دم رب القتل پس طیب طوبی لک
 سیر زلف تو خود بر گویند کردی تا شدی مشکین
 ولیکن برده ام بونی که این بواز چه شد پیدا
 معاذ الله بهشت جاودان این راح و این رخت

غرابی را سرن را رهنمای کاروان کردی
 کجا دیدی امانت زو که او را پاسبان کردی
 چه موجب شد که او خازن گنج روان کردی
 چه شد که او روی و در مرز و دوش مهران کردی
 چه شد که اندر جرم کعبه او را حکمران کردی
 چه شد که آدم صفت نیناسنج شیش را ایمنان کردی
 چه شد که آن اش را بر باغ عاقر با تهمان کردی
 بصد نیزنگ و فن افتاده را پهلوان کردی
 چه شد که مرو با سهر ز نحت مسکران کردی
 که از جبر نمودی گو که از چن صولان کردی
 خدنگ کین بزه داری زان قدو چکان کردی
 ز زانی از چه بر شام صند بر شیان کردی
 نه شیطانی پیر ابر و صند جوان کان کردی
 که چو زلفی جانج و دیا را بونتا با کردی
 و یا آهوی ناتاری بنراری نشان کردی
 سیر زلفا که چیب و نعل پریشان کردی
 سیر زلفا که گاهم آستین پر و نیمه ران کردی
 سیر زلفا یقین جاود بهشت جاودان کردی
 سیر زلفا که روح الفات را به بان کردی
 که از یک لوسی جان پرور جهانی تشنه مان کردی
 که من اینها که لبه و دم نه این کردنی آن گزنی
 چرا سیر لبه گویم که چنیش یا آنچنان کردی
 سیر زلفا که زلفت تو با حور همان کردی

تواند عزم و حرمت در سقائن
 ز شوق آنکه زودش می بخشی
 خداوند ازین مداح دیرین
 شنیدم گفته عفت آتی از چه
 ز زحمت دادن خود شرم دارم
 بترسیدم که گسارنی بگویم
 اگر هر خشمی از نا مهر بانیست
 و گر هم در دولت غنایست شاید
 الا پسرورا از چرخ دارم
 مگر دمی با فلک کردی عتایی
 همی گفت و همی هر دم ز انجم
 که اجداد نظام الملک را من
 ز حل را بر شبی گفتم که تا صبح
 چه مرتجع سپردم تا گذر زار
 بگفتم مشتری تا بر شعر نشان
 بخوان چو دشمن از ماه و خورشید
 بدان عفت که دانی زیره ام داشت
 برقص آوردش در بزم عشرت
 چو گشتم پیرو در میدان غم کرد
 نظام الملکم اکنون کرده محزول
 مرا هم عرضگی خاص است نشنو
 که قاتنی پس از سی سال مدحت
 ز شاهنشاه و اجدادش شاهنشاه
 کند این لنگری آن بادبانی
 ز کان با سکه خیزد زرگانی
 همانا داری اندک دل گرانی
 نمی جوید به بزم من تدانی
 ازان در آمدن کردم توانی
 ز دربان پاسخ آید من ترانی
 بمن خشم تو هست از مهر بانی
 که هم والکالین العیظ خوانی
 حدیثی خوش چو وحی آسمانی
 که دوش آمد بر من در نهانی
 دو چشمش بود در گوهر نشانی
 چه خدمت با که کردم در جوانی
 کند در هر گذر که دیده بانی
 عدو شان را به تیغ تهرمانی
 کند هر عید ساز خطبه خوانی
 همی از سیم وزر بردم اوای
 که هرگز کس نمیدیش عیانی
 بشب های نشاط و میهمانی
 قدم گویی و پشتم صولجانی
 ز در بانی و شغل پاسبانی
 که در خلوت بعرض شهرسانی
 که شعرش بود چو آب از روانی
 گرفتگی گنجای شایگانی

نهانی رشوقی وادی نسیم صبح راوز او
عنباری عاریت از در گه فخر زمان کردی

در ستایش جناب جلالت مآب میرزا کاظم نظام الملک

چو دولت جمع گردد با جوانی
بماند نظام الملک کا و را
منی گنج در جهان در جامه از شوق
چه خوب و خوش طرازا افتاده الحق
برقص آید سپهر از ذکر نامش
بهای همتش در هر دو عالم
چو مدح او کنم اجسزای عالم
بهر در گهر پاکش نهفته
ز حرم مدح او بی منت لفظ
محیط عرش را سازد مثل
دقائق در خفای درج دارد
زمین بود بنیر در دل خلق
کلاشش تالی عقد اللالی
زهی اسی آنکه با یکران عزمت
مالک شاه تختین است خسرو
بسان نقطه موهوم خضمت
فلک گر چه زبردست است و چیره
گمندر ستمی چو تاب گیرد
از ان خفرو خضمت هر زمان جرح

بوال لذت برد از زندگانی
خدا هم داده دولت با جوانی
ز بس دارد برویش شادمانی
بر اندامش لباس کامرانی
چو مست می زالحان اغانی
نمجنده از چه از تنگ آشیانی
زبان گردند از بهداستانی
بگردار معانی در مباحثی
ز دل هر دم بگوش آید معانی
محیط خاطرش از بسیکرانی
بگردار ثوالت در توانی
رخ آمال و رنسا امانی
بیانش ثانی سیم الثانی
نیار و خنک گردان هم عنانی
تو در پیش نظام الملک ثانی
نیاید در نظر از بی نشانی
نیارد با تو کردن پهلوانی
نیار و تاب کاموس کشانی
که بنیر روی بختش زعفرانی

نسیم چوں قمر اولان زهر کنار میرسد بگوش من ز صلاسلان خروش ناز
 بغز من ز سنبیلان نسیم یار می رسد
 ولی ز نو بهار با بهار است نو بهار من
 بهار را چه می کنم بتا بهار من توئی زموی زلف عین من بنفشه زار من تو
 هزار گل چه بایدیم گل و هزار من توئی برو زگار ازین خوشم که روزگار من تو
 همین پس است خضر من که افتخار من توئی
 الا بهر آسمان کراست افتخار من
 مرا بخار نیک بی شراب ملک ری دهد شرابهای ملک ری مرا کفایت کی دهد
 بی گناه کی دهد شرابها که وی دهد بخرد و چشم مست وی کفایت نمی دهد
 که شور و صد قمر بهی بهر نظاره ای دهد
 بهی پس است چشم وی بنید من غبار من
 شکر که این را بنها دیز برین با چه که شستها ز لاله های عمارت از خاک و شسته
 عیار با گرچه از آینه بهی بهی شسته ها نه در تیر با غبار چه تو بها چه ز شسته
 نه دره پر ایا شنها ز می مگو سر شسته ها
 چه ز می که شادی بهر وجود ابروی پارس
 و من نموده از بهی بهی شسته ها شسته مست دردن شفیق با شفیق با
 بهی بهی جانب پس در شفیق با شفیق با گسارده برطل و من شفیق با شفیق با
 بهی عقل و دانا بهی بهی بهی بهی بهی بهی بهی
 کدام میرد اوری که هست مستجار من
 ملا و ملجا، بهی بهی خدیو زاده بهی بهی عطیه بخش را ستان و دایجان استین
 سپهرش اندر آستان محضش اندر آستین بصیرت و نر ز صد قمران فلک یاروش قرین
 نهی بهی بهی بهی بهی بهی بهی بهی بهی
 که آتش از دها چکد چو شعرا آبدار من

گهی در حش با خواندی مدایح گهی در عید با گفتی تہائی
 کنوں پژمرده از بیداد گردوں چو اوراق گل از باد خزانئی
 بجای گنجہای شاہگانش رسد بس رنجہای رایگانئی
 مہل تا این ستم با او کند چرخ چہ شد آن غصلت نوشیروانی
 بر آنکس کاین ستم برا و داشت رسیدار چہ بلائی ناگہانی
 ولی چون سوخت خرمین را چہ حاصل کہ خود فانی شود برق یابی
 غرض عیش مرانی کن منتقم بہر نوعی کہ دانی یا توانئی
 کہ تا من ہم ہمہ شب تا سحر گاہ ز دست دوست گیرم دوستگانی
 بچنگ آرم بتی از ماہ رویان رخ از نس پیری تن پرنیانی
 بدن عاجی و گیسو آہنوسی لبان لعلی و قامت خیز رانی
 ز رخس چوں خرمین گل از لطافت لبش چوں غنچہ از کوچک دہانی
 خمارین ز رخس در خواب رفته ز بیماری و ضعف و ناتوانئی
 لب لعلش پراز لولوسی شہوار چو تخت قیصر و تاج کیانی
 دلم فانی شدن در عشق خواہد چو میدا نم کہ دنیا مست فانی
 الا تا ارغوان روید ز گلزار ز شادی باد رویت ارغوانئی
 پیاید تا جہاں بادی سپائی بماند تا فلک چوں وی بمانئی

در ستایش نواب اعتقاد السلطنہ علی قلی میرزا گوید

الا کہ مژدہ می برد بہار غمگسار من کہ باغ چوں نگار شد چہ خیالی نگار من
 توان من روان من شکیب من قرار من سرور من نشاط من بہشت من بہار من
 غزال من مرال من گوزن من شکار من

حیات من حیات من تذرو من ہزار من

دہند مژدہ نو گلان کہ نو بہار میرسد بشیرا وز بلبلاں نہ یک ہزار میرسد

بهاره باد مدح او شعار من و ثنار من
 همیشه تا که نقطه بود میان دائرہ کہ ہر خطی کہ بر کشی از ان بسوی چہرہ
 مرا آن خطوط مختلف برابرند یکسرہ حسود باد صید را چو صید باز قبرہ
 عنود را از خنجرش بریدہ باد خنجرہ
 اجابت دعای من کناد کردگار من

ترکیب بند

در ستایش شاہزادہ رضوان و سادہ ثواب فریدین میرزا

ما ای ندیم دولت خویش آزمودہ ایم
 بر دل گشادہ مرد گیر د زمانہ تنگ
 با بروی کہ چون دم شیر است پر گرہ
 و ز طرہ کہ چون تن ما راست پر شکنج
 از خود چو آبگینہ نداریم بیچ نقش
 و رعین سادگی ہمہ تقسیم از ان قبیل
 در بار گاہ شہ بہ ارادت مستادہ ایم
 فرخ شہ آنکہ هست خداوندگار من
 لختی ز روزگار بہ سختی نبودہ ایم
 نہمار این سخن ز بزرگان شنودہ ایم
 بازی کنان شجاعت خویش آزمودہ ایم
 ماصد ہزار چین بفراعت گشودہ ایم
 وز طبع سادہ نقش دو عالم نمودہ ایم
 کز رنگ حرص آئینہ دل زدودہ ایم
 و اقبال خویش را بسعادت ستودہ ایم

فرخ شہ آنکہ هست خداوندگار من

شکرش پس از سپاس خداوندگار من

خیزید یک قراہ مرا می بیاورید
 شاہانہ خورد باید می را بہای و ہوی
 تا یک نفس پیالہ شد آمد کند یکام
 زان بار گیر روح کہ نارفتہ در گلو
 زان دست بخت عقل کہ چوں نور اولیا
 ہی من خرم شراب و شمای بیاورید
 طنبور و ارغنون و دف و تی بیاورید
 ہچون نفس پیالہ بیانی بیاورید
 چوں خون مرود و برگ و پی بیاورید
 زی رشد رہنما شود از غی بیاورید

سلیل خسرو عجم فرشته فر علی قلی چراغ دودمان جم بخردی و عاقلی
 بهال ابرور کرم مثال برور یلی هلاک جان گستم ز پهلوی و پردلی
 بعزم پور ز او شتم بحزم پیر ز ابلی

بهین بس است مدتش بروزگار کار من
 بروز کین چو جایگه به پشت رخس میکند چو سنگریزه کوه رازگر ز بخش میکند
 به خجری که خندها با ذرخش میکند سروتن حدود را هزار بخش میکند
 زمین رزمگاه راز خون بدخش میکند

چنانکه چهره مرا ز خون دل نگار من
 اگر قند ز قهر او به نه فلک شراره بیک سپهر تنگری نسوخته ستاره
 ز روی خشم اگر کند بشکری نظاره گماں مبر که جان برد پیاده سواره
 مگر که برد بارش کند بعفو پاره

چنانکه دفع رنج و غم روان برد بار من
 اگر گاه کودکی خرد نبود مهد او بحسب ودانش اینقدر ز چیت جد جدا
 بخاک اگر دمی و مد عقیق پیر ز شهداد تمام نشکر شود نباتها بعهد او
 بروز صید شیر نر شود شکار فهد او

چنان که در سمنوری سخنوران شکار من
 اگر چه بهر مرا ز مال روزگار نی چو مالیان مملکت شکوه و اقتدار نی
 جمال نی خیل نی بغال نی تار نی جلال نی جیوش نی پیاده نی سوار نی
 فروش نی ظروف نی ضیاع نی غفار نی

بس است چهر و مهر و ضیاع من غفار من
 همیشه تا بود مکان به بحر آنجوست را بهاره تا در آسمان نخست است بست را
 تقابل است تا بهم شکسته و درست را چنانکه تند و کند را چنانکه سخت و مست را
 تقدم است تا بهی برانته نخست را

خلخال مجرباره دولت سوار ملک
بازوی عدل نیروی دین شهسوار ملک

ای از لیب تیغ تو دوزخ زبانه	وسی از نیب قهر تو محشر فانه
از چنبر کستد تو گردون نمونه	وز جنبش سمندر تو دوران نشانه
در صحن فطرت تو معانی سراپه	از لحن فکرت تو معانی ترانه
خورشید چرخ بزم ترا آفتابه	ایوان عرش کاخ ترا آستانه
هر فیضی از لقای تو عیش مخدسی	هر آبی از بقای تو عسر زمانه
در خضر جلال تو افلاک خائمی	در خرمن نوال تو اجرام دانه
چهرت چو مهر نوردهد بی وسایلی	دستت چو ابر وجود کند بی بهانه
ملک ترا دامن دنیا خرابه	چود ترا معاون دریا خستاده
میر سپهر عزم ترا روز نامه	گنج وجود بود ترا جامه خانه
وصفت چو ذات عقل ندارد نهایتی	فکرت چو بحر عشق ندارد کمرانه
از لطمه عتاب تو در جنبش است چرخ	با موج آسگون چکند هندوانه

جاه تو جامه که جهان است ذیل او
چود تو خرمنی که وجود است کیل او

شاهان خدایگان سپهرت غلام باد	بر صدر گاه سده جا بهت مقام یاد
چون فکرت تویم تو از جان توام جست	بر فکرت سلیم تو از حق سلام یاد
از کردگار قرعه بخت بنام گشت	از روزگار جبرعه عیشت بکام یاد
از تیغ روشن تو که برهان قاطع است	بر مشکران بخت تو حجت تمام یاد
چون گرم قمر که رشته او هست دام او	بر گهای خضم برتن خضم تو دام یاد
مشکب مشام ملک تو چون عطسه ن شود	زان عطسه خمر هفت فاک را ز کام یاد
بی گرمی سخای تو در دیگ آرزوی	نهقاد ساله پخته آمال خام یاد
بی ماه خلنی می خلر بود حرام	با ماه خلخت می خلر بحام یاد

ز آن جوهری که از نفحات نسیم او
 ز آن شربتی که در گلوئی نخل اگر کنند
 ز آن پیشتر که طهره طویار عمر من
 طبعم ز ران شیر کباب آرزو کند
 در قم شراب نیست حریفان خدای را
 ما شراب ری ندید عمر مرا کفایت
 و در جام با ده در دهن از دها در است
 بخونیش مدح شاه جهان خوشتر آیدم
 فرمانده ملوک سلیمان راستین
 کس جم در آستان بود ویم در آستین

اورنگ ملک تاج سخا افسر کرم
 اکبر فضل جان هنر کیمیای علم
 میقات حلم مشعر دانش مقام فیض
 عرق جلال مغز جلال استخوان فر
 ایوان مجد طاق علا شمس علو
 شخص کمال روح سخا پیکر سخن
 باب ظفر نیای هنر دایه خطره
 فرزند تخت بچه دولت نتاج تاج
 قانون عیش اصل طرب فضل انبساط
 آتش ابر آتش زر مایه سوز نسیم
 ناموس عدل میر زمان مایه امان
 پیکان تیروک سنان نیش نا جانش
 بارون حیا شعیب شرافت خلیل خوی

بازوی ترک پشت غرب پهلوی عجم
 رکن وجود رایت جو آیت کرم
 محراب علم کعبه دین قبله ام
 الهام نظم سحر سخن معجز قلم
 دریای فضل گنج عطا لجه نعم
 جسم وقار چشم حیا عنصر مهم
 خرد پدر مطیع برادر مطاع عم
 پیوند ملک وارث کی یادگار جم
 درمان درد داروی انده علاج غم
 طوفان گنج دشمن کان خانه روپ بیم
 قانون جو ذنا سب کان واهب درم
 جاسوس مرگ پیک فنا قاصد عدم
 یوسف فنا کلیم کرامت مسیح دم

کَش جایی دست پینی عمان در آستین

ای زلف تیره هر دم دامن فرازنی
تا دامن بر آتش سوزان مازنی
خواهی مگر که گل چینی از باغ چهر یار
کلید و لاهی چو کلچین دامن فرازنی
زنگی فروزد آتش و دامن بر او زند
زنگی نه بر آتش دامن چرا زنی
هند و گرا آفتاب پرستند تو ای شگفت
چندین بر آفتاب چرا پشت پازنی
ز انسان که خویش را بخواصل زند عقاب
هر لحظه خویش را بر رخ دلربا زنی
بر روی یار من چو دهد جنبشت نسیم
مانی بزنگی که برو می قفا زنی
معذور دارم اگر م قصد جان کنی
هندوئی و بخون مسلمان صلا زنی
بازو می بخون دل آشنا زنی
دلها ز کف ربائی و هر دم بکار ظلم
تختین کنی سپاس بری مرجا زنی
کی سایه افگنی بسر ما تو کنز عرور
بر فرق آفتاب فروزان لوا زنی
هندوی آستانه شاهای ازان قبل
هر دم طپا نخیر بر رخ شمس الضحی زنی
شاهی که هست کشور او عالمی دیگر

در ملک جم بود به حقیقت جمی دیگر

ای زلف هر دلی که بود در ضمان تو
از فتنه زمانه بود در امان تو
دل جایی در تو دارد و تو در دل العجب
تو آشتیان او شده او آشتیان تو
جان چشم در تو دارد و تو چشم بر جان
تو پاسبان او شده او پاسبان تو
چشم شبان تیره همی آرزو کند
تا از شبان تیره بجویم نشان تو
دامن فرو می پس که گرم جان رود ز دست
از دامن تو دست ندارم بجان تو
با بروان بکشتن ما عهد بسته
شکل تو او کشید از پس کمان تو
حالی مرا عنان نخل رود ز دست
هر گه که باد دست زند در عنان تو
دلهای ما چو یار گران سبکشی بدوش
چون موی ازال خمیده تن ناتوان تو
گویند سوی چین نرود هیچ کاروان تو
وین رسم باز گو نه بود در زمان تو

نقد این زمان عرس جهان چوں بختت با هر که جز توانش بگیرد حرام باد
 گرد سمند و برق پرندت بر روزگار تار و زشتایه نور و ظلام باد
 وز زهره کفیده خضمت بروز کین ناف سما و پشت زمین سبز قام باد
 قانی ارچه سحر هلال آورد همی
 کوتاه کند سخن که ملال آورد همی

ترکیب بند

در مدح شاهزاده فریدون میرزا دودره

ای زلف تیره سایه بال فرشته یا از سواد دیده حور سرشته
 آن رخ نثاره است و تو چرخ ستاره یانی فرشته است و تو بال فرشته
 برگردمه ز مشک سیه توده توده بر سرخ گل ز سنبل تر پشته پشته
 هند و بکیره لام کشد وین عجب که تو هند و نی و بصورت لام نوشته
 عودی نه غنبری نه عبیری نه ناوه دای نه حلقه نه کمندی نه رشته
 طومار عمر زنده دلان در نوشته طومار عمر زنده دلان در نوشته
 برگشته چو شکر برگشته از قتال مانا ز غارت دل ما باز گشته
 بی کلفت مضارب لب قلب خسته بی زحمت حمار لب خلق کشته
 در باغ خلد خشی از آل رو معطری در آفتاب گردی از آل رو برشته
 از خود نرو بانی از آل پایه پایه و در مشک باد بانی از آل رشته رشته
 دام دلی و در برت آن خال مشکبار مانند دانه ایست که در دام پشته
 یا تخم فتنه ایست که در مرغزار حسن از بهر بقیارسی عشاق کشته
 آید چو خاک مقدم شاه از تو بوی مشک زلفا مگر به مشک فروشان گذشته
 شاه جهان فریدون سلطان راستین

شاه جهان مگر بتو دستی دراز کرد
طرازه بسیرت و جرّاره بشکل
شیرازه صحیفه حسنی و از جفا
بوی توره نماید مارا لبوسی تو
اندر تقای لشکر دلهای خستگان
مانند سایه علم شده بکوه و دشت
در پایی یارسن بارادت سراسر انگنی
و یک چو پیش خسرو سرباز بنیت

شاهی که وصف جودش چون نامه سر کند

چون لایحه روی نامه پیر از سیم و زر کند

شاهی که چون بر تن ازیم و راجم است
یا خواجه و نهنگی در بحر قلزم است
گر چوئی از جلال پیش تافتا خرام است
در گویی از جلال بحر خوش تقایم است
پیمان به بحر جودش چون قطره بیم است
گردون شت جایش چون حلقه کم است
غائب گرد و از نظر خلق ره حشمتش
ماندیمی بود که در ششم مردوم است
بیخداش روز اند دل گایم لشکر است
پروین نشان از لب کایم تکلم است
با تیغ بحر سوزش ایلاس و خضر را
اول عمل که قرص نماید نیم است
وز نوک تیغ و نیش سناش بروز رزم
یک حمیرا زده و یک اهواز کتر دم است
آن کوه زه نور که در شش نباده نام
چربش بودش چوبی گوی و روم است
اثر ز کوه به همه بر نه و به پیش کوه
چون سگرینه است گش آئیده در هم است
هم آیت او ز نری خلایق قاقم است
هر که بجمله آنشی از نعل او جهد
آن آتش دمان را روند میرزم است
کوه رزین و باد برین روز کارزار
گویی که در ننگ و شتابش ابام است
با سخت حمله اش را گویی توافق است
با فتح پویه اش را مانا تلازم است

دلها کند بچین تو چوں کاروان سفر
 و ز چین زلف تو نرود کاروان تو
 مانا غلام در که شاهسی از آن قبل
 خورشید بر گزارد بر آستان تو
 درج عشیق و گوهر گزینی ز چیست
 آویزه عقیق و گهر بر میان تو
 نی نی چون مدح جهاندار گفته
 کاناشته است از در و گوهر و بان تو
 مشکین چو خلق شاهجهانی ازان بود
 زیب عروس بخت من داستان تو
 شاهای کنز آب قبرش آذر بر آورد
 در خاک تیره لطفش گوهر بر آورد

ای زلف گشته بیکر من موی از غمت
 از موی و دامم شده آمویی از غمت
 جانی ندانم از همه آفاق کاندرو
 چشمان من نه کرده و آن جویی از غمت
 محراب وارخم شوم پشت بندگی
 گرد در رسد اشاره ابرویی از غمت
 چو گاهم احتیاج نباشد که روز و شب
 سر گشته ام چو کوئی بهر کوئی از غمت
 هر صد هزار کوه گرازم نهند بدوش
 آسان کنم چو گاه به نیروی از غمت
 جنت جهنمی شود از نوا آه من
 گریش نوم لباحت آن بویی از غمت
 جان کبیت تن کدام صبوری چنان چیست
 گر در رسد بشارت بر غویی از غمت
 نالو که فقه تو بپوشم از این و آن
 آرم تبار روی به موی از غمت
 موی از کفم بر آمد و بر تارم دوست
 کز کف با خنثی و هم موی از غمت
 زانو که برد باد بهر سوی بوی تو
 روی هم چو باد بهر سوی از غمت
 مانی غبار مقدم شه را بوی و رنگ
 زان در جهان قناده هیاهوی از غمت

شاهی که کرده تو پوخی وین ذوالخالد

بعد از هزاره و دو صد و پنجاه و اند سال

ای زلف بچو پیشکش شهید بیت
 یالیت اگر پیشکش شده باز به نیست
 ز بس بگونه تیره و در حمله تیره
 پر غاب و جنگل شه باز به نیست
 چون تخت دشمن ملک آشفته و لیک
 چون تنگ شاه سگش و طناز بنیت

یارب ہمیشہ شاہ جہان زیرِ رانش باد
بکیرانی این چنین کہ ظفرِ مہعنانش باد

تمام شد

منشی فاضل کی تمام کتب، جمع اداوی بارعائت
ملنے کا پتہ :-

ملکِ نذیر احمد پروپر اسٹریٹ جیک ڈپو
موبن لال روڈ لاہور

1	424	433	441	452	466	437	A
56	457	458	459	460	461	462	4
31	482	483	484	485	486	487	41
06	507	508	509	510	511	512	5
31	532	533	534	535	536	537	5
56	557	558	559	560	561	562	5
31	582	583	584	585	586	587	5
6	607	608	609	610	611	612	6

مطبوعات جدید

(۵)

(۱) اخلاق جلالی - ملک نذیر احمد ایڈیشن - مع حاشیہ اردو بطور فٹ نوٹ - قلم

جلی - کاغذ سنیڈ قیمت عجم مجلد

(۲) حاجی بابا اصغرہانی - ملک نذیر احمد ایڈیشن - بہ تصحیح و مقدمہ از

آقا سیدار بخت خان ایم اے ایم اوایل - مع حالات و مقدمہ

(۳) تائثرات شرح رباعیات ابوسعید ابوالخیر (نو ترجمہ) مع حالات و مقدمہ

از آقائے رازی - مع تصحیح و مقدمہ و فرہنگ از

آقا سیدار بخت خان ایم اے ایم اوایل

(۴) رباعیات بابا طاہر بہرائی - مع ترجمہ اردو و فارسی

(۵) جبل المتین خلاصہ سیر المتاخرین: سوالا جوابا - مع مقدمہ - مرتبہ

آقائے رازی - مع تصحیح و مقدمہ

(۶) بادۂ شیراز - چالیس مضامین فارسی کا جواب مجموعہ - از خواجہ فیروز

حسن بٹ ایم اے ایم اوایل

(۷) لسان التجم یعنی ترجمہ فارسی کی عدیم النقلہ کتاب - جس میں اشعار

منشی، منشی عالم، منشی فاضل وغیرہ کے پانچ پانچ سال کے پرچوں کا

صحیح اور مکمل حل بھی شامل ہے - از آقائے رازی

لکھنے کا پر

ملک نذیر احمد پریس سٹریٹجک پبلشرز لاہور

محاسبی پریس لاہور میں باہتمام حافظ محمد اسماعیل پریس پبلیشرز لاہور اور ملک نذیر احمد پریس پبلیشرز لاہور نے شائع کیا۔

